لِّيُخۡرِجَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ؕ

القران الحکیم ۱۲:۶۵

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

النور

تبلیغ ۱۳۹۱ ہش
فروری ۲۰۱۲ء

مصلح موعودؓ نمبر

مسجد بیت الاوّل۔ گوئٹے مالا

Muslims who believe in the Messiah,
Mirza Ghulam Ahmad Qadiani[as]

Participants of Jalsa Salana Guatemala 2011

Members of Detroit Jam'at listening to speeches at occasion of Jalsa Seeratun Nabi[saw]

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ؕ (2:258)

النور

فروری 2012

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، تعلیمی، تربیّتی اور ادبی مجلّہ

فہرس

وَاسۡـَٔلُوا اللّٰہَ مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ

(النّسآء : 33)

اللہ سے اُس کا فضل مانگو

{700 احکامِ خُداوندی صفحہ 64}

نگران: ڈاکٹر احسان اللہ ظفر
امیر جماعت احمدیہ، یو۔ایس۔اے

مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر نصیر احمد

مدیر: ڈاکٹر کریم اللہ زیروی

ادارتی مشیر: محمد ظفر اللہ ہنجرا

معاون: حسنیٰ مقبول احمد

لکھنے کا پتہ: karimzirvi@yahoo.com
OR
Editor Ahmadiyya Gazette
15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905

قرآن کریم

وَمَنۡ یَّرۡغَبُ عَنۡ مِّلَّۃِ اِبۡرٰہٖمَ اِلَّا مَنۡ سَفِہَ نَفۡسَہٗ ؕ وَلَقَدِ اصۡطَفَیۡنٰہُ فِی الدُّنۡیَا ۚ وَاِنَّہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ○ اِذۡ قَالَ لَہٗ رَبُّہٗۤ اَسۡلِمۡ ۙ قَالَ اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ○

(البقرة:132-131)

اورکون ابراہیم کی ملّت سے اعراض کرتا ہے۔سوائے اس کے جس نے اپنے نفس کو بے وقوف بنادیا۔اور یقیناً ہم نے اُس (یعنی ابراہیم) کو دنیا میں بھی چُن لیا۔اور یقیناً آخرت میں بھی وہ صالحین میں سے ہوگا۔(یاد کرو) جب اللہ نے اُس سے کہا کہ فرمانبردار بن جا۔تو (بے ساختہ) اُس نے کہا کہ میں تو تمام جہانوں کے ربّ کیلئے فرمانبردار ہو چکا ہوں۔

تفسیر بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ :

’’دُنیا کے لوگ عزّت چاہتے ہیں۔اولاد چاہتے ہیں۔کامیابی چاہتے ہیں۔ذکرِ خیر چاہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان تمام نعمتوں سے ابراہیمؑ کو متمتّع کیا۔ان کی اولاد دیکھو کہ کوئی حساب نہیں۔عظمت کا یہ حال ہے کہ مسلمان، یہودی، صابی، پارسی، عیسائی باوجود بہت سے اختلاف کے ان کو یکساں معزّز و مکرم مانتے ہیں افسوس کہ بعض لوگوں نے باوجود صِدِّیۡقًا نَّبِیًّا نصِّ صریح کے بعض روایات کی بناء پر انہیں جھوٹ بولنے کا الزام دیا ہے۔توریت میں ہے کہ جو تیری بے ادبی کرے گا مَیں اُسے ذلیل کروں گا۔جو تیرے لئے برکت مانگے گا میں اسے برکت دوں گا اسی لئے اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھنے کی ہدایت کی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے عدیم النظیر انسان کی ملّت سے کون یَرۡغَبُ : بے رغبتی کرتا ہے۔

دیکھو خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بطور نمونہ پیش کیا ہے اور فرماتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے دین کو کوئی نہیں چھوڑ سکتا مگر وہی جو سفیہ ہو۔ابراہیم علیہ السلام کو خدا نے برگزیدہ کیا۔یہ سنوار والے لوگوں میں سے تھا۔تمام محبتوں، عداوتوں اور تمام افعال میں ادنیٰ کو اعلیٰ پر قربان کرنے کا لحاظ رکھو پھر تمہیں ابراہیم علیہ السلام سا انعام دیں گے۔فرمانبرداروں کی راہ اختیار کرو۔مَیں تو حضرت صاحب کی مجلس میں بھی قربانی ہی سیکھتا رہتا تھا۔جب وہ فرماتے تو مَیں یہ دیکھتا تھا کہ آیا یہ عیب مجھ میں تو نہیں؟ (بدر 21 جنوری 1909ء صفحہ 8)

(حقائق الفرقان جلد اول صفحات 235-236)

۔۔۔۔ احادیثِ مبارکہ ۔۔۔۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثٌ مِنْ اَخْلَاقِ الْاِیْمَانِ، مَنْ اِذَا غَضِبَ لَمْ یُدْخِلْہُ غَضَبُہٗ فِیْ بَاطِلٍ، وَمَنْ اِذَا رَضِیَ لَمْ یُخْرِجْہُ رَضَاہُ مِنْ حَقٍّ وَمَنْ اِذَا قَدِرَ لَمْ یَتَحَاطَ مَالَیْسَ لَہٗ۔

(المعجم الصغیر للطبرانی باب من اسمہ احمد صفحہ 61/1)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تین اخلاق ایمان کا تقاضا ہیں۔ اوّل یہ کہ جب کسی مومن کو غصہ آئے تو غصہ اسے باطل اور گناہ میں مبتلا نہیں کرسکتا (وہ حد کے اندر رہتا ہے) اور جب وہ خوش ہو تو اس کی خوشی اسے حق سے باہر نکلنے نہیں دیتی (وہ خوشی میں بھی اعتدال کو نہیں چھوڑتا) اور جب اسے قدرت اور اقتدار ملتا ہے تو (اس وقت بھی) وہ اپنے حق سے زیادہ نہیں لیتا جو اس کا نہیں اس کو لینے کیلئے کوشش نہیں کرتا۔

☆......☆......☆......☆

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ وَلَنْ یُّشَادَّ الدِّیْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَہٗ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِیْنُوْا بِالْغَدْوَۃِ وَالرَّوْحَۃِ وَشَیْءٍ مِنَ الدُّلْجَۃِ۔

(بخاری کتاب الایمان باب الدین یُسرٌ)

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دین آسان ہے لیکن جو دین پر قابو پانا اور اس پر غالب آنا چاہتا ہے وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہوسکے گا لہٰذا میانہ روی اختیار کرو سہولت کے قریب قریب رہو۔ لوگوں کو خوشخبری دو۔ صبح و شام اور رات کے کچھ حصہ میں (بذریعہ نوافل) اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔

☆......☆......☆......☆

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِیِّ ؓ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ اَحَبَّنِیَ النَّاسُ، فَقَالَ: اِزْھَدْ فِی الدُّنْیَا یُحِبُّکَ اللّٰہُ وَازْھَدْ فِیْمَا فِیْ اَیْدِیْ النَّاسِ یُحِبُّوْکَ۔

(ابن ماجہ باب الزھد فی الدنیا)

حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا کام بتائیے کہ جب میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرنے لگے اور باقی لوگ بھی مجھے چاہنے لگیں۔ آپؐ نے فرمایا دُنیا سے بے رغبت اور بے نیاز ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کی خواہش چھوڑ دو۔ لوگ تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں گے۔

☆......☆......☆......☆

منظوم کلام امام الزمان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بزبان حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ

سَر سے پا تک ہیں الٰہی ترے احساں مجھ پر ۔ مجھ پہ برسا ہے سدا فضل کا باراں تیرا

تُونے اس عاجزہ کو چار دیئے ہیں لڑکے ۔ تیری بخشش ہے یہ اور فضل نمایاں تیرا

پہلا فرزند ہے محمودؔ ، مبارکؔ چوتھا ۔ دونوں کے بیچ بشیرؔ اور شریفاںؔ تیرا

تو نے اِن چاروں کی پہلے سے بشارت دی تھی ۔ تُو وہ حاکم ہے کہ ٹلتا نہیں فرماں تیرا

تیرے احسانوں کا کیونکر ہو بیاں اے پیارے ۔ مُجھ پہ بے حد ہے کرم اے مرے جاناں تیرا

تخت پر شاہی کے ہے مُجھ کو بٹھایا تُونے ۔ دین و دُنیا میں ہُوا مجھ پہ ہے احساں تیرا

کس زباں سے مَیں کروں شکر کہاں ہے وہ زباں ۔ کہ میں ناچیز ہوں اور رحم فراواں تیرا

مجھ پہ وہ لطف کئے تُو نے جو برتر زِخیال ۔ ذات برتر ہے تری پاک ہے ایواں تیرا

چُن لیا تُو نے مجھے اپنے مسیحا کے لئے ۔ سب سے پہلے یہ کرم ہے مِرے جاناں تیرا

کس کے دل میں یہ ارادے تھے یہ تھی کس کو خبر ۔ کون کہتا تھا کہ یہ بخت ہے رخشاں تیرا

پر مِرے پیارے! یہی کام ترے ہوتے ہیں ۔ ہے یہی فضل تری شان کے شایاں تیرا

فضل سے اپنے بچا مجھ کو ہر اک آفت سے ۔ صِدق سے ہم نے لیا ہاتھ میں داماں تیرا

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پیشگوئی مصلح موعود

''مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سومَیں نے تیری تضرّعات کو سُنا۔ اور تیری دُعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے۔ اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفی ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس رُوح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اُسکے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دَولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیّوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزندِ دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسُوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔''

(اشتہار 20 فروری 1886 مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اوّل)

حمدِ باری تعالیٰ

دُرِّ ثمین ملک

اس نسیمِ سحرِ نَو کیلئے شُکر ہے تیرا منظرِ طارق از نورِ صباح شُکر ہے تیرا
چاند کے نُور پر جمی ہیں نظریں حُسنِ مہتاب کیلئے شُکر ہے تیرا
تیرا ذکر ہی ہے کُل ایمان میرا جمالِ قُدرتِ کمال تیرا
ریشمی نُور ہے اس اُفق کی چادر پر روشن ہوا برگ و سبزہ زار تیرا
پیڑ شوخ و سُرخ ہیں چنار کے پھول کھل اٹھے ہیں لال انار کے
سبز و زرد میں جلوۂ حُسن تیرا رُوپ مصوّر کے لئے ہے شکر تیرا
نُور ہی نُور ہوا، سُنائے ہر شے حمد تیری اسم رحمان، صفتِ فیضان ہے تیرا
ہزار نعمتیں تیرے فضل کی بہار بن کر رافع و رُمّان کیلئے شُکر ہے تیرا

نظم

خانم رفیعہ مجید

جو ماہِ منوّر شبِ تار آئے ہم انکے اُجالوں پہ دل وار آئے
بہت جن کا چرچا تھا اہلِ علم میں چلو قادیاں میں وہ اَوتار آئے
سرِ راہ بچھی تھیں نگاہیں سبھی کی کئی کشمکش کے بھی ادوار آئے
منظّم کریں اُمّتِ دینِ حق کو مسیحِ زماں بن کے سالار آئے
عیاں سحرِ نوری تھا چہرے سے اُنکے ہوئے سرنگوں ہم خودی مار آئے
نہیں عقل و دانش کی چلتی کوئی ضد گروہ در گروہ واں سرِدھار آئے
کرو چھان بین۔ استخارے دعائیں صداقت پہ تا تم کو اعتبار آئے
صراطِ صدق سے قدم رُک نہ پائے بچھے سیجِ گل یا راہِ خار آئے
بھلا موت سے کب ڈرا عشقِ صادق ہو آتشِ کدہ یا سرِ دار آئے
راہِ راستی پر ڈٹے ہی رہیں گے خواہ گولہ بارود و تلوار آئے
اذاں دیں گے ہر کوہ ، ہر بحروبرّ میں ہمالہ سے خواہ اونچا کوہسار آئے

خطبہ جمعہ

اس سال پیشگوئی مصلح موعودؓ کے 125 سال پورے ہو رہے ہیں

ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا تعلق صرف ایک شخص کے پیدا ہونے اور کام کر جانے کے ساتھ نہیں ہے۔ اس پیشگوئی کی حقیقت تو تب روشن تر ہو گی جب ہم میں بھی اس کام کو آگے بڑھانے والے پیدا ہوں گے جس کام کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے اور جس کی تائید اور نصرت کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مصلح موعود عطا فرمایا تھا جس نے دنیا میں تبلیغ اسلام اور اصلاح کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں لگا دیں۔

پس آج ہمارا بھی کام ہے کہ اپنے اپنے دائرے میں مصلح بننے کی کوشش کریں۔ اپنے علم سے، اپنے قول سے، اپنے عمل سے اسلام کے خوبصورت پیغام کو ہر طرف پھیلا دیں۔ اگر ہم اس سوچ کے ساتھ اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں گے تو یومِ مصلح موعود کا حق ادا کرنے والے ہوں گے

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 18 فروری 2011ء بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ○

دو تین دن ہوئے مجھے ہمارے یہاں کے مشنری انچارج عطاء المجیب راشد صاحب نے لکھا کہ اس سال پیشگوئی مصلح موعود کے ایک سو پچیس سال پورے ہو رہے ہیں۔ مجھے اُن کے خط کی طرز سے یہ لگا کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ میں اس موضوع پر ایک خطبہ دوں، گو کہ انہوں نے واضح طور پر تو نہیں لکھا تھا۔ اس موضوع پر ہر سال جلسے بھی منعقد ہوتے ہیں۔ دو سال پہلے میں ایک خطبہ بھی دے چکا ہوں۔ گو کہ ایک خطبہ میں اس موضوع کا پوری طرح احاطہ نہیں ہو سکتا۔ پہلے تو مَیں اس طرف مائل نہیں تھا لیکن پھر طبیعت اس طرف مائل ہوئی کہ یہ ایک عظیم پیشگوئی ہے جو کسی شخص کی ذات سے وابستہ نہیں ہے بلکہ یہ پیشگوئی اسلام کی نشاۃ ثانیہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اس پیشگوئی کی اصل تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے۔ اس لئے اس کا تذکرہ ضروری ہے۔ اور پھر اس لئے بھی کہ گو جماعتی طور پر جہاں آزادی ہے وہاں تو جلسے بھی ہو جاتے ہیں۔ مختلف موضوع ہیں۔ پیشگوئی کے مختلف پہلو ہیں۔ اُن کو مختلف مقررین بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن پاکستان میں تو ویسے ہی جلسوں پر پابندی ہے۔ اُن کے لئے بھی یہ موضوع ایسا ہے کہ نئی نسل کے لئے بھی ضروری ہے۔ نوجوانوں کو بھی اس بارے میں علم ہونا چاہئے۔ نئے آنے والوں کو بھی علم ہونا چاہئے۔ پھر صرف نئے آنے والوں کو ہی نہیں بلکہ انسان کی طبیعت میں جو اتار چڑھاؤ رہتا ہے اُس کی وجہ سے بعید نہیں کہ بعض بڑی عمر کے لوگ بھی اتنا زیادہ اس موضوع کو نہ جانتے ہوں۔ اس پر غور نہ کیا ہو اور آج اُن کی طبیعت اس طرف مائل ہوئی ہو۔ بہر حال اس وجہ سے یہ موضوع چاہے کچھ حد تک ہی ہو، بیان کرنا ضروری ہے۔ باتوں کو بار بار دہرائے جانے سے نئے ہوں یا پرانے ہوں، اُن کے علم اور ایمان اور عرفان میں اضافہ ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ جماعت جس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے تیزی سے نئے ملکوں میں، نئی جگہوں پر پھیل رہی ہے۔ وہاں جو مقررین

ہیں یا جو معلمین مقرر ہیں، اُن کو ہر بات کا اتنا علم نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو پیشگوئیاں ہیں ان کا نہ صحیح طرح سے علم ہے، نہ اتنی گہرائی میں جا کر بیان کر سکتے ہیں۔ تو اس پہلو سے بھی مَیں نے اس کا بیان کرنا ضروری سمجھا۔ بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا، گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ ایک بیٹا عطا فرمائے گا جو مصلح موعود ہوگا اور اس کی تفصیل میں آپ نے اس کی بہت ساری خصوصیات بیان فرمائی تھیں۔ لیکن یہ پیشگوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ بیان فرما کر چودہ سو سال پہلے بیان فرما دی تھی کہ یَنْزِلُ عِيْسٰى ابْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ کہ عیسیٰ ابن مریم جب زمین پر نزول فرما ہوں گے تو شادی کریں گے اور اُن کی اولاد ہوگی۔

(مشكوٰة المصابيح كتاب الرقاق باب نزول عيسىٰ الفصل الثالث حديث نمبر 5508 دار الكتب العلمية ايڈيشن 2003) ۔(الوفاء باحوال المصطفیٰؐ لابن جوزی مترجم محمد اشرف سيالوی صفحه 843 ناشر فريد بک سٹال لاهور)

اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں، عیسیٰ ابن مریم کی وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری احادیث میں فرمائی ہے کہ وہ کون ہیں؟ بخاری کی حدیث ہے۔ مسلم نے بھی اور حدیثوں کی کتب نے بھی اس کو درج کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ، اور فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری کیا حالت ہوگی جب ابن مریم مبعوث ہوگا جو تمہارا امام اور تم میں سے ہوگا۔ اور پھر یہ بھی روایت میں ہے کہ یہ تم میں سے ہونے کی وجہ سے تمہاری امامت کے فرائض بھی سرانجام دے گا۔

(صحيح مسلم كتاب الايمان باب نزول عيسىٰ ابن مريم حاكما بشرية......حديث 392,394)

پھر ایک حدیث میں ہے کہ تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ عیسیٰ ابن مریم کا زمانہ پائے گا اور وہی امام مہدی اور حَکم و عدل ہوگا جو صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔ یہ مسند احمد کی حدیث ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر 3 صفحه نمبر 479 مسند أبی هريرة حديث نمبر 9312 عالم الكتب بيروت 1998)

پس یہ پیشگوئی جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ سے تعلق رکھتی ہے گو تفصیل کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور مسیح و مہدی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اب دوبارہ کی لیکن اس کی بنیاد تو آج سے چودہ سو سال بلکہ اس سے بھی زائد عرصہ پہلے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پر ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو پیشگوئیاں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے آپ پر انعامات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑائی کے لئے نہیں ہیں بلکہ یہ تو آپ کے آقا و مطاع، سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند کرنے کے لئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں گاڑنے کے لئے ہیں۔ یہ تائیدی نشانات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے حق میں اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے یہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند کرنے کے لئے ہیں۔ اسلام کا زندہ خدا اور زندہ رسول ہونے کی دلیل کے طور پر یہ پیشگوئیاں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے کروائی ہیں۔ پس احمدیت اسلام سے کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر دُنیا میں آنحضرتؐ کا عاشق کوئی نہیں ہے۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

''اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اُٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پا کر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے''۔

(براهين احمديه، روحانی خزائن جلد اوّل صفحه 558,557 حاشيه درحاشيه نمبر 3)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کوئی بات لے لیں۔ آپ کی زندگی کے کسی عمل کی طرف نظر کر لیں، آپ کی کسی تحریر کو لے لیں، ان سب کا رُخ اللہ تعالیٰ، قرآنِ مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی نظر آئے گا۔ آپ علیہ السلام نے دنیا کو بتا دیا اور ببانگ دُہل یہ اعلان کیا کہ آج اگر کوئی زندہ مذہب ہے تو وہ اسلام ہے۔ آج اگر کوئی زندہ رسول ہے جو خدا سے ملاتا ہے تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی پیروی سے خدا ملتا ہے۔ اور آج اگر کوئی کامل کتاب ہے جو تمام قسم کی تحریفوں اور آلائشوں سے پاک ہے اور اپنی اصل حالت میں ہے، جس کے پڑھنے سے حقانی علوم و معارف حاصل ہوتے ہیں، جس کے پڑھنے سے انسان

کا دل پاک ہوتا ہے۔ یعنی خالص ہو کر پڑھنے سے، ورنہ تو جو پاک نہیں ہے، خالص نہیں ہے اُس کو تو قرآن پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ یہی اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بھی فرمایا ہے۔ پس آپ علیہ السلام نے ہمیں اس سوچ سے پُر کیا۔ ہمارے دل و دماغ کو یہ عرفان عطا فرمایا کہ آج اگر کوئی زندہ نبی ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے جنہوں نے ہمیں خدا سے ملایا۔ ایک براہِ راست تعلق اللہ تعالیٰ سے پیدا کرنے کی طرف رہنمائی فرمائی تا کہ دلوں کے اندھیرے دور ہوں اور بندے اور خدا میں ایک تعلق پیدا ہو۔ آپ کی کتاب ہی وہ زندہ کتاب ہے جس میں قیامت تک کے لئے وہ تمام احکام، اوامر ونواہی اور خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے طریقے بیان ہو گئے ہیں جن سے باہر سوچنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں، نہ انسان میں طاقت ہے کہ سوچ سکے۔

اس عظیم اور ہمیشہ زندہ رہنے والے نبی نے اپنی پیروی کرنے والے کا خدا تعالیٰ سے تعلق جس طرح آج سے چودہ سو سال سے زائد عرصہ پہلے سے جوڑا تھا، ویسا تعلق آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی اُسی تر و تازگی کے ساتھ جوڑا ہے۔ بلکہ جب وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) کی قرآنی پیشگوئی کے پورا ہونے کا زمانہ آیا تو اس عشق و محبت کی وجہ سے جو غلام کو اپنے آقا سے تھا مسیح موعود کی بعثت ایمان کو ثریا سے زمین پر لانے کا باعث بن گئی۔ اور ایک نئی شان سے دینِ محمدیؐ دنیا میں دوبارہ مسیح موعود کے ذریعے سے قائم ہو گیا۔ آخرین جو ہیں وہ اوّلین سے جوڑ دیئے گئے۔ حدیث میں ایمان کو ثریا سے لانے کا یوں ذکر ملتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپؐ نے اُس کی آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) پڑھی، جس کے معنی یہ ہیں کہ کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی اُن صحابہ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے۔ تو ایک آدمی نے پوچھا۔ یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی اُن میں شامل نہیں ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اُس شخص نے تین دفعہ یہ سوال دہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اُن کے کندھے پر رکھا اور فرمایا کہ لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا (یعنی زمین سے اُٹھ گیا) تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اُس کو واپس لائیں گے۔ رَجُلٌ اور رِجَالٌ دونوں طرح کی روایتیں ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃالجمعة باب قوله و آخرین منهم......حدیث نمبر 4897)

بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ تو بعد کا ہے لیکن اس سے پہلے بھی آپ اسلام کی خدمت پر کمر بستہ تھے۔ اور جب آپ کو الہامِ الٰہی کے تحت صدی کا مجدد ہونے کا علم ہوا تو آپ نے ایک اشتہار انگریزی اور اردو میں شائع فرمایا اور اعلان فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس صدی کا مجدد مقرر فرمایا ہے اور مَیں اس کام پر مامور کیا گیا ہوں کہ مَیں اسلام کی صداقت تمام دوسرے دینوں پر ثابت کروں اور دنیا کو دکھاؤں کہ زندہ مذہب، زندہ کتاب اور زندہ رسول اب اسلام اور قرآن اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میرے اندر روحانی طور پر مسیح ابن مریم کے کمالات ودیعت کئے گئے ہیں۔ اور آپ نے تمام دنیا کے مذاہب کو دعوت دی اور چیلنج کیا کہ وہ آپ کے سامنے آ کر اسلام کی صداقت کا بیشک امتحان لے لیں۔ اور اب اسلام ہی ہے جو روحانی امراض سے شفا کا ذریعہ بن سکتا ہے، نہ کہ کوئی اور دین۔

اس اعلان نے ہندوستان کے مختلف مذاہب میں ایک زلزلہ سا پیدا کر دیا مگر کسی میں جرأت نہیں ہوئی کہ آپ کے اعلان کے مطابق اسلام کی صداقت کا تجربہ کرے۔ بڑے بڑے پادری جو اسلام چھوڑ کر عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے تھے۔ جیسے عماد الدین وغیرہ، انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ کسی قسم کے مقابلے کی یا نشان مانگنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن ایک پادری سوفٹ (Swift) اور لیکھرام وغیرہ جنہوں نے گو بظاہر آمادگی ظاہر کی لیکن بعد کے واقعات نے ان کی آمادگی کو بھی واضح کر دیا کہ یہ صرف دکھاوا تھا۔ اس سب کی تفصیل جماعت کے لٹریچر میں موجود ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتب میں موجود ہے۔ تاریخ احمدیت میں موجود ہے۔ اس وقت بیان تو نہیں ہو سکتی۔ بہر حال اس دعوت نے جو اسلام کی صداقت کے لئے آپ نے دی تھی اور جو اشتہار آپ نے شائع فرمایا تھا، اس کا ازالہ اوہام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے خود بھی یوں ذکر فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''یہ عاجز اسی قوتِ ایمانی کے جوش سے عام طور پر دعوتِ اسلام کے لئے کھڑا ہوا اور بارہ ہزار کے قریب اشتہارات دعوتِ اسلام رجسٹری کرا کر تمام قوموں کے پیشواؤں اور امیروں اور والیانِ ملک کے نام روانہ کئے۔ یہانتک کہ ایک خط اور

ایک اشتہار بذریعہ رجسٹری گورنمنٹ برطانیہ کے شہزادہ ولی عہد کے نام بھی روانہ کیا اور وزیراعظم تخت انگلستان گلیڈسٹون کے نام بھی ایک پرچہ اشتہار اور خط روانہ کیا گیا۔ ایسا ہی شہزادہ بسمارک کے نام اور دوسرے نامی امراء کے نام مختلف ملکوں میں اشتہارات وخطوط روانہ کئے گئے جن سے ایک صندوق پُر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کام بجُز قوتِ ایمانی کے انجام پذیر نہیں ہوسکتا۔ یہ بات خودستائی کے طور پر نہیں بلکہ حقیقت نمائی کے طور پر ہے تا حق کے طالبوں پر کوئی بات مشتبہ نہ رہے''۔

(ازالہ اوہام ۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 156۔حاشیہ)

بہر حال اسلام کی تمام ادیان پر برتری کا کام تو آپ کرتے چلے گئے۔ اور خاص طور پر عیسائیت کے اُمڈتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لئے اس کے آگے ایک بند باندھ دیا۔ اس دوران آپ کے دل میں دعاؤں کی طرف توجہ دینے کے لئے خاص طور پر چلّہ کاٹنے کی تحریک پیدا ہوئی۔ تو اس کے لئے آپ نے قادیان سے باہر جا کر چلّہ کاٹنے کا ارادہ کیا۔ تو اسی دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً بتایا کہ آپ کی عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی۔

چنانچہ آپ نے 22 رجنوری 1886ء کو ہوشیار پور کا سفر اختیار کیا اور چلّہ کشی کی جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ترقی کی اور بہت سی بشارات آپ کو دیں۔ چنانچہ جب چلّہ ختم ہوا تو حضور علیہ السلام نے اپنے قلم سے 20 رفروری 1886ء کو ایک اشتہار ''رسالہ سراجِ منیر برنشانہائے ربّ قدیر'' کے نام سے تحریر فرمایا، جو اخبار ریاضِ ہند امرتسر یکم مارچ 1886ء میں بطورِ ضمیمہ شائع ہوا۔ اس میں آپ نے لکھا کہ:

''ان ہر سہ قسم کی پیشگوئیوں میں سے جو انشاء اللہ رسالے میں بہ بسط تمام درج ہوں گی'' (یعنی تفصیل سے بعد میں رسالہ میں درج ہوں گی) ''پہلی پیشگوئی جو خود اس احقر سے متعلق ہے۔ آج 20 فروری 1886ء میں جو مطابق پندرہ جمادی الاوّل ہے برعایت ایجاز واختصارِ کلمات الہامیہ نمونہ کے طور پر لکھی جاتی ہے'' (کہ مختصر طور پر میں نمونہ کے طور پر لکھتا ہوں) ''اور مفصل رسالہ میں درج ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ''۔ فرماتے ہیں کہ ''پہلی پیشگوئی بالہام اللہ تعالیٰ واعلامہ عزوجل خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّشانہٗ و عزّاسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کردیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا''۔ آپ نے لکھا کہ ''(اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند، گرامی ارجمند، مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْآخِرِ، مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعُلَاءِ، كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔

(اشتہار 20 رفروری 1886ء۔مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 102,100 مطبوعہ لندن)

فرماتے ہیں: ''پھر خدائے کریم جَلَّ شَانُہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ

تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور مَیں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر ایک شاخ تیرے جدّی بھائیوں کی کاٹی جائے گی'' (یا دوسری جو شاخ تھی) '' اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہوجائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہوجائیں گے۔ ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔ لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلائے گا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا۔ اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے، عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلالوں گا۔ پر تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تُو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیائے بنی اسرائیل (یعنی ظلّی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے)۔ تُو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید۔ تُو مجھ سے اور مَیں تجھ سے ہوں اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دل میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشان رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کرسکو (اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہ کرسکو گے) تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کیلئے تیار ہے''۔

(اشتہار 20/فروری 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات۔ جلد اول۔ صفحہ 103,102 مطبوعہ لندن)

آپ نے ضمیمہ اخبار ریاضِ ہند میں یہ اشتہار دیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس چلّہ کشی کے نتیجہ میں آپ کو جو بشارتیں دی گئی تھیں یہ اُن کا کچھ ذکر ہے۔ اور اس میں ایک بیٹے کی بشارت بھی دی گئی جس کی مختلف خصوصیات ہیں، جس کا تفصیلی جائزہ لیں تو یہ باون خصوصیات بنتی ہیں۔ بلکہ ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ نے اٹھاون بھی بیان فرمائی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسیح آئے گا تو اُس کی اولاد ہوگی جیسا کہ میں نے ابھی پڑھ کے سنایا۔ اب اولاد تو اکثر لوگوں کی ہوتی ہے۔ اس میں کیا خاص بات ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر پیشگوئی فرمائی تھی تو یقیناً کسی اہم بات کی اور وہ یہی بات تھی کہ اُس کی اولاد ہوگی اور وہ ایسی خصوصیات کی حامل ہوگی جو دین کے پھیلانے کا باعث بنے گی، جو توحید کے پھیلانے کا باعث بنے گی، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو دنیا پر ظاہر کرنے کا باعث بنے گی۔

اب اس پیشگوئی کے مطابق جس سال میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی پیدا ہوئے ہیں یعنی 1889ء میں، اسی سال میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت بھی لی۔ اُسی سال اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا کہ بیعت بھی لے لو۔ اور یوں اس سال میں باقاعدہ طور پر اُس جماعت کی بنیاد ڈالی گئی جس نے اسلام کی تبلیغ کا کام بھی کرنا تھا، اپنی حالتوں کو بھی سنوارنا تھا اور مسیح و مہدی کی بیعت میں آ کر آنحضرتؐ کی پیشگوئی کو پورا کرنے والا بننا تھا اور آپ کے جماعت قائم کرنے کا یہی مقصد تھا۔

بہرحال اب میں دوبارہ اُن نشانوں کی طرف آتا ہوں جو مصلح موعود کے نشان کے طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ یا وہ خصوصیات یا علامات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اس موعود بیٹے کے متعلق فرمائی تھیں۔ وہ بیٹا جس کے ذریعے دنیا میں دین کی تبلیغ ہوگی اور دنیا میں اصلاح کا کام ہوگا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس سال خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا ہے، اُسی سال کے جلسہ سالانہ میں تقریر فرماتے ہوئے یہ باون علامات بیان فرمائی تھیں جن کا مَیں مختصر آپ کے الفاظ میں ہی ذکر کر دیتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

''چنانچہ اگر اس پیشگوئی کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس

پیشگوئی میں آنے والے موعود کی یہ یہ علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ قدرت کا نشان ہوگا۔ دوسری علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ رحمت کا نشان ہوگا۔ تیسری علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ قربت کا نشان ہوگا۔ چوتھی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فضل کا نشان ہوگا۔ پانچویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ احسان کا نشان ہوگا۔ چھٹی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحبِ شکوہ ہوگا۔ ساتویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحبِ عظمت ہوگا۔ آٹھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ صاحبِ دولت ہوگا۔ نویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مسیحی نفس ہوگا۔ دسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ گیارھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کلمۃ اللہ ہوگا۔ بارہویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت اور غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہوگا۔ تیرھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ سخت ذہین ہوگا۔ چودھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ سخت فہیم ہوگا۔ پندرھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دل کا حلیم ہوگا۔ سولہویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ علومِ ظاہری سے پُر کیا جائے گا۔ سترھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ علومِ باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اٹھارویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ انیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ دوشنبہ کا اس کے ساتھ خاص تعلق ہوگا۔ بیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فرزندِ دلبند ہوگا۔ اکیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ گرامی ارجمند ہوگا۔ بائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر الاول ہوگا۔ تیئسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ مَظْهَرُ الْآخِر ہوگا۔ چوبیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مَظْهَرُ الْحَق ہوگا۔ پچیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مَظْهَرُ الْعُلَاء ہوگا۔ چھبیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاء کا مصداق ہوگا۔ ستائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا نزول بہت مبارک ہوگا۔ اٹھائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا نزول جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ انتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ نور ہو گا۔ اور تیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ خدا کی رضامندی کے عطر سے ممسوح ہوگا۔ اکتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا اس میں اپنی روح ڈالے گا۔ بتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ تینتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ چونتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ پینتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ چھتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ سینتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ اڑتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دیر سے آنے والا ہوگا۔ انتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دور سے آنے والا ہو گا۔ چالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فخرِ رسل ہوگا۔ اکتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کی ظاہری برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ بیالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اُس کی باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ تینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ یوسف کی طرح اس کے بڑے بھائی اس کی مخالفت کریں گے۔ چوالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ بشیر الدولہ ہوگا۔ پینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ شادی خاں ہوگا۔ چھیالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عالمِ کباب ہوگا۔ سینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہوگا۔ اڑتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کلمۃ العزیز ہوگا۔ انچاسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے وہ کلمۃ اللہ خان ہوگا۔ پچاسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ناصر الدین ہوگا۔ اکیاونویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فاتح الدین ہوگا اور باونویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ بشیرِ ثانی ہوگا۔''

(الموعود۔ انوار العلوم جلد نمبر17صفحہ نمبر 562تا565مطبوعہ ربوہ)

تو یہ علامتیں ہیں جن میں سے ہر ایک علامت جو ہے وہ ایک علیحدہ تقریر کا موضوع بن سکتا ہے، جس کا اس وقت وقت نہیں۔ بہرحال یہ علامتیں تھیں۔ اگر ہم حضرت مصلح موعود کی زندگی کا جائزہ اگر لیں اور اُس کا مطالعہ کریں، آپ کے باون سالہ دورِ خلافت کو دیکھیں تو ہر علامت جو ہے آپ میں نظر آتی ہے۔ اس کی تفصیل میں جانے کا جیسا کہ میں نے کہا وقت نہیں ہے۔ بعض باتوں کا تذکرہ میں آگے کروں گا اور یہ تفصیل جو ہے جماعتی لٹریچر میں موجود بھی ہے۔

یہاں یہ بھی بتا دوں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیشگوئی شائع فرمائی تو اُس وقت پنڈت لیکھرام نے نہایت گھٹیا زبان استعمال کرتے ہوئے ہر پیشگوئی کے مقابلے پر اپنی دریدہ دہنی اور اخلاقی گراوٹ کا مظاہرہ کیا۔ پنڈت لیکھرام کی اخلاقی حالت اور پیشگوئی پر اس کی جو غیظ وغضب کی حالت تھی اُس کے چند نمونے پیش کرتا ہوں۔ اس کو سارا بیان کرنا بھی مشکل ہے۔ ایک دو مثالیں دے دیتا ہوں۔

پنڈت لیکھرام نے 18 مارچ 1886ء کو نہایت گستاخانہ لب ولہجے میں ایک مفتریانہ اشتہار شائع کیا جس میں حرف بحرف خدا تعالیٰ کے حکم سے لکھنے کا ادّعا کر کے جواب دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ مَیں تیری ذرّیت کو بہت بڑھاؤں گا تو وہ لکھتا ہے کہ ''آپ کی ذرّیت بہت جلد منقطع ہو جائے گی۔ غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی'' (زیادہ سے زیادہ تین سال تک شہرت رہے گی)۔ نیز کہا کہ اگر کوئی لڑکا پیدا بھی ہوا تو وہ آپ کی پیشگوئی میں بیان شدہ صفات سے برعکس رحمت کا نشان نہیں، زحمت کا نشان ثابت ہوگا۔ وہ مصلح موعود نہیں ہوگا (نعوذ باللہ) مفسد موعود ہوگا۔ چنانچہ اس بدزبان نے پسرِ موعود سے متعلق پیشگوئی کی ایک ایک صفت کو اپنے تجویز کردہ الفاظ کے سانچے میں ڈھال کر پوری بے حجابی سے لکھا (اور یہاں تک لکھ دیا کہ) خدا کہتا ہے کہ جھوٹوں کا جھوٹا ہے۔ مَیں نے کبھی اس کی دعا نہیں سنی اور نہ قبول کی''۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 280 مطبوعہ ربوہ)

اور پھر جب اس کا انجام ہوا وہ تو ساری دنیا کو معلوم ہے۔

اس قسم کی دریدہ دہنی اور مفتریانہ باتوں سے اس کا اشتہار بھرا پڑا ہے۔ یہ تو ہندو تھا جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے چیلنج دیا تھا۔ اسی طرح کچھ عیسائی پادریوں نے بھی جو اسلام کے مخالف تھے، اس قسم کی باتیں کیں۔ لیکن بعض مسلمان کہلانے والوں نے بھی اپنی دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا۔ ان لوگوں کی باتوں کو سن کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک اشتہار شائع فرمایا۔ اُس میں آپ نے اس موعود بیٹے کی پیشگوئی کی عظمت کے بارہ میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ''آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہئے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّ شانہ نے ہمارے نبی کریم رؤوف ورحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واولیٰ و اکمل و افضل واتمّ ہے کیونکہ مُردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جنابِ الٰہی میں دعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے.......... اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ واحسانہٖ و ببرکتِ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاءِ موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مُردے کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے۔ مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔ جو لوگ مسلمانوں میں چھپے ہوئے مرتد ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ظہور دیکھ کر خوش نہیں ہوتے بلکہ ان کو بڑا رنج پہنچتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟''۔

(اشتہار واجب الاظہار 22 مارچ 1886ء مجموعہ اشتہارات۔ جلد اول صفحہ 99 تا 100 مطبوعہ ربوہ۔ صفحہ 114-115 مطبوعہ لندن)

بہرحال یہ پُرشوکت پیشگوئی تھی جس نے حضرت مصلح موعود کی خلافت کے باون سالہ دور میں ثابت کر دیا کہ کس طرح وہ شخص جلد جلد بڑھا؟ کس طرح اُس نے دنیا میں اسلام کے کام کو تیزی سے پھیلایا؟ مشن قائم کئے، مساجد بنائیں۔ آپ کے وقت میں باوجود اس کے کہ وسائل بہت کم تھے، مالی کشائش جماعت کو نہیں تھی، دنیا کے چونتیس پینتیس ممالک میں جماعت کا قیام ہو چکا تھا۔ کئی زبانوں میں قرآنِ کریم کا ترجمہ شائع ہو چکا تھا' مشن کھولے جا چکے تھے۔ اسی طرح جماعتی نظام کا یہ ڈھانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی بنایا تھا جو آج تک چل رہا ہے اور اس سے بہتر کوئی ڈھانچہ بن ہی نہیں سکتا تھا۔ اسی طرح ذیلی تنظیمیں ہیں اُس وقت کی بنائی ہوئی ہیں وہ بھی آج تک چل رہی ہیں۔ ہر کام آپ کی ذہانت اور فہم کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ قرآنِ کریم کی تفسیر ہے اور دوسرے علمی کارنامے ہیں جو آپ کے علومِ ظاہری و باطنی سے پُر ہونے کا ثبوت ہیں۔

یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے خود بھی اپنے اس بیٹے کو جس کا نام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد تھا، مصلح موعود ہی سمجھا۔ چنانچہ حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بارہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے سنا ہوا ہے کہ ایک دفعہ نہیں بلکہ بار بار سُنا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ وہ لڑکا جس کا پیشگوئی میں ذکر ہے وہ میاں محمود ہی ہیں۔ اور ہم نے آپ سے یہ بھی سنا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میاں محمود میں اس قدر دینی جوش پایا جاتا ہے کہ مَیں بعض اوقات ان کے لئے خاص طور پر دُعا کرتا ہوں''۔

(الحکم جوبلی نمبر 28 دسمبر 1939ء جلد 42 شمارہ 31 تا 40 صفحہ 80 کالم نمبر 3)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو اس وقت تک اس

پیشگوئی کا مصداق نہیں ٹھہرایا جبتک خدا تعالیٰ نے آپ کو بتا نہیں دیا۔ یہ ایک لمبی رؤیا ہے جس کے بارہ میں آپ نے فرمایا کہ اس میں کشف اور الہام کا بھی حصہ ہے (جو آپ نے دیکھی تھی) اُس کے آخر میں آپ نے فرمایا کہ:

''مَیں خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچانا ہے۔''

(دعوی مصلح الموعود کے متعلق پر شوکت اعلان ۔انوار العلوم جلد 17صفحہ 161مطبوعہ ربوہ)

اور آپ نے یہ رؤیا دیکھ کے 1944ء میں بیان کیا۔

اب مَیں بعض غیر از جماعت احباب جو ہیں اُن کی آپ کے بارے میں کچھ شہادتیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

ایک معزز غیر احمدی عالم مولوی سمیع اللہ خان صاحب فاروقی نے قیامِ پاکستان سے قبل ''اظہارِ حق'' کے عنوان سے ایک ٹریکٹ میں لکھا کہ آپ کو (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو) اطلاع ملتی ہے کہ مَیں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذرّیت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا۔ اور اس کے ذریعے سے حق ترقی کرے گا۔ اور بہت سے لوگ سچائی قبول کریں گے۔ اس پیشگوئی کو پڑھو اور بار بار پڑھو (وہ آگے لکھتے ہیں) کہ اس پیشگوئی کو پڑھو اور بار بار پڑھو اور پھر ایمان سے کہو کہ کیا یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی؟ جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی ہے اُس وقت موجودہ خلیفہ ابھی بچے ہی تھے اور مرزا صاحب کی جانب سے (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے) انہیں خلیفہ مقرر کرانے کے لئے کسی قسم کی وصیت بھی نہ کی گئی تھی۔ بلکہ خلافت کا انتخاب رائے عامہ پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ چنانچہ اُس وقت اکثریت نے حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ تسلیم کر لیا جس پر مخالفین نے محولہ صدر پیشگوئی کا مذاق بھی اڑایا۔ لیکن حکیم صاحب کی وفات کے بعد مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ مقرر ہوئے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کے زمانہ میں احمدیت نے جس قدر ترقی کی وہ حیرت انگیز ہے۔ (یہ غیر از جماعت لکھ رہے ہیں)۔

پھر آگے لکھتے ہیں کہ خود مرزا صاحب (یعنی حضرت مسیح موعودؑ) کے وقت میں احمدیوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ خلیفہ نورالدین صاحب کے وقت میں بھی خاص ترقی نہ ہوئی تھی لیکن موجودہ خلیفہ کے وقت میں مرزائیت قریباً دنیا کے ہر خطے تک پہنچ گئی اور حالات یہ بتلاتے ہیں کہ آئندہ مردم شماری میں مرزائیوں کی تعداد 1931ء کی نسبت دوگنی سے بھی زیادہ ہوگی۔ بحالیکہ اس عہد میں مخالفین کی جانب سے مرزائیت کے استیصال کے لئے جس قدر منظّم کوششیں ہوئی ہیں پہلے کبھی نہیں ہوئی تھیں۔ الغرض آپ کی ذریت میں سے ایک شخص پیشگوئی کے مطابق جماعت کے لئے قائم کیا گیا اور اس کے ذریعہ جماعت کو حیرت انگیز ترقی ہوئی جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی من وعن پوری ہوئی (یہ انہوں نے بیان دیا)۔

(''اظہار الحق'' صفحہ 16، 17مطبوعہ نذیر پرنٹنگ پریس امرتسر باہتمام سید مسلم حسن صاحب زیدی۔بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 286-287 مطبوعہ ربوہ)

پھر ہندوستان کے غیر مسلم سکھ صحافی ارجن سنگھ ایڈیٹر ''رنگین'' امرتسر نے تسلیم کیا کہ مرزا صاحب نے 1901ء میں جبکہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجودہ خلیفہ ابھی بچہ ہی تھے یہ پیشگوئی کی تھی۔ (اُس نے شعر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لکھے ہیں) کہ

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہے تیرا
کروں گا دُور اس مَہ سے اندھیرا
بشارت کیا ہے اِک دل کی غذا دی
جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
دکھاؤں گا کہ اک عالَم کو پھیرا
فَسُبْحٰنَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِی

(یہ شعر) لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی بیشک حیرت پیدا کرنے والی ہے۔ 1901ء میں نہ میرزا بشیر الدین محمود کوئی بڑے عالم و فاضل تھے اور نہ آپ کی سیاسی قابلیت کے جوہر کھلے تھے۔ اُس وقت یہ کہنا کہ تیرا ایک بیٹا ایسا اور ایسا ہوگا، ضرور کسی روحانی قوت کی دلیل ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ میرزا صاحب نے ایک دعویٰ کر کے گدی کی بنیاد رکھ دی تھی اس لئے آپ کو یہ گمان ہو سکتا تھا کہ میرے بعد میری جانشینی کا سہرا میرے لڑکے کے سر پر رہے گا، لیکن یہ خیال باطل ہے۔ اس لئے کہ میرزا صاحب نے خلافت کی شرط نہیں رکھی تھی کہ وہ ضرور مرزا صاحب کے خاندان سے اور آپ کی اولاد سے ہی ہو۔ چنانچہ خلیفہ اوّل ایک ایسے صاحب ہوئے جن کا میرزا

صاحب کے خاندان سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ پھر بہت ممکن تھا کہ مولوی حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اولؓ کے بعد بھی کوئی اور صاحب خلیفہ ہو جاتے''۔

پھر یہ لکھتے ہیں کہ'' چنانچہ اس موقعہ پر بھی مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور خلافت کے لئے امیدوار تھے لیکن اکثریت نے میرزا بشیر الدین صاحب کا ساتھ دیا اور اس طرح آپ خلیفہ مقرر ہو گئے''۔

لکھتے ہیں'' اب سوال یہ ہے کہ اگر بڑے میرزا صاحب کے اندر کوئی روحانی قوت کام نہ کر رہی تھی تو پھر آخر آپ یہ کس طرح جان گئے کہ میرا ایک بیٹا ایسا ہوگا۔ جس وقت مرزا صاحب نے مندرجہ بالا اعلان کیا ہے، اُس وقت آپ کے تین بیٹے تھے۔ آپ تینوں کے لئے دعائیں بھی کرتے تھے لیکن پیشگوئی صرف ایک کے متعلق ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ایک فی الواقع ایسا ثابت ہوا ہے کہ اُس نے ایک عالم میں تغیر پیدا کر دیا ہے''۔

(رسالہ''خلیفہ قادیان'' طبع اول صفحہ 7-8۔ از ارجن سنگھ ایڈیٹر ''رنگین'' امرتسر۔بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ287-288 مطبوعہ ربوہ)

پسرِ موعود سے متعلق وعدہ الٰہی تھا کہ'' وہ اولوالعزم ہوگا'' اور یہ کہ'' وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا''۔ چنانچہ ہندوستان کے نامور صحافی خواجہ حسن نظامی دہلوی (1878-1955) اپنی قلمی تصویر کھینچتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

'' اکثر بیمار رہتے ہیں مگر بیماریاں اُن کی عملی مستعدی میں رخنہ نہیں ڈال سکتیں۔ انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان کے ساتھ کام کر کے اپنی مغلئی جواں مردی کو ثابت کر دیا۔ اور یہ بھی کہ مغل ذات کارفرمائی کا خاص سلیقہ رکھتی ہے۔ سیاسی سمجھ بھی رکھتے ہیں اور مذہبی عقل و فہم میں بھی قوی ہیں اور جنگی ہنر بھی جانتے ہیں، یعنی دماغی اور قلمی جنگ کے ماہر ہیں''۔

(اخبار ''عادل'' دھلی۔ 24/اپریل 1933ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 288 مطبوعہ ربوہ)

پھر پسرِ موعود کے متعلق ایک اہم خبر یہ دی گئی تھی کہ'' وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا''۔ یہ پیشگوئی جس حیرت انگیز رنگ میں پوری ہوئی اُس نے انسانی عقل کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے اور تحریکِ آزادی کشمیر اس پر گواہ ہے کیونکہ اس تحریک کو کامیاب بنانے کا سہرا آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے سر ہے۔ یہ مشہور کمیٹی حضور کی تحریک اور ہندو پاکستان کے بڑے بڑے مسلم زعماء مثلاً سر ذوالفقار علی خان، علامہ سر ڈاکٹر محمد اقبال، خواجہ حسن نظامی دہلوی، سید حبیب مدیر اخبار سیاست وغیرہ کے مشوروں سے 25/جولائی 1931ء کو شملہ میں قائم ہوئی۔ اور اس کی صدارت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو سونپی گئی تھی اور آپ کی کامیاب قیادت کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانانِ کشمیر جو مدتوں سے انسانیت کے ادنیٰ حقوق سے بھی محروم ہو کر غلامی کی زندگی بسر کر رہے تھے، ایک نہایت قلیل عرصے میں آزادی کی فضا میں سانس لینے لگے۔ اُن کے سیاسی اور معاشی حقوق تسلیم کئے گئے۔ ریاست میں پہلی دفعہ اسمبلی قائم ہوئی اور تقریر و تحریر کی آزادی کے ساتھ انہیں اس میں مناسب نمائندگی ملی، جس پر مسلم پریس نے حضرت مصلح موعود کے شاندار کارناموں کا اقرار کرتے ہوئے آپ کو خراجِ تحسین ادا کرتے ہوئے یہاں تک لکھا کہ:

'' جس زمانہ میں کشمیر کی حالت نازک تھی اور اُس زمانہ میں جن لوگوں نے اختلاف عقائد کے باوجود مرزا صاحب کو صدر منتخب کیا تھا، انہوں نے کام کی کامیابی کو زیرِ نگاہ رکھ کر بہترین انتخاب کیا تھا۔ اُس وقت اگر اختلاف عقائد کی وجہ سے مرزا صاحب کو منتخب نہ کیا جاتا تو تحریک بالکل ناکام رہتی اور اُمّتِ مرحومہ کو سخت نقصان پہنچتا''۔

(سر گزشت صفحہ 293از عبدالمجیدسالک ۔اخبار ''سیاست'' 18/مئی1933ء۔ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 289 مطبوعہ ربوہ)

عبدالمجید سالک صاحب تحریکِ آزادی کشمیر کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

'' شیخ محمد عبداللہ (شیرِ کشمیر) اور دوسرے کارکنانِ کشمیر مرزا محمود احمد صاحب اور اُن کے بعض کارپردازوں کے ساتھ......اعلانیہ روابط رکھتے تھے۔ اور ان روابط......کی بنا محض یہ تھی کہ مرزا صاحب کثیر الوسائل ہونے کی وجہ سے تحریکِ کشمیر کی امداد کئی پہلوؤں سے کر رہے تھے اور کارکنانِ کشمیر طبعاً اُن کے ممنون تھے''۔

(''ذکر اقبال'' صفحہ 188۔ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 289 مطبوعہ ربوہ)

علامہ نیاز فتح پوری صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کی مشہور تفسیرِ کبیر کا جب مطالعہ کیا تو آپ کی خدمت میں خط لکھا کہ:

'' تفسیرِ کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے اور مَیں اسے بڑی نگاہِ غائر

سے دیکھ رہا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حُسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کی تجرِ علمی، آپ کی وسعتِ نظر، آپ کی غیر معمولی فکر و فراست، آپ کا حسنِ استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے اور مجھے افسوس ہے کہ مَیں کیوں اس وقت تک بے خبر رہا۔ کاش کہ مَیں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا۔ کل سورۃ ہود کی تفسیر میں حضرت لوط علیہ السلام پر آپ کے خیالات معلوم کر کے جی پھڑک گیا اور بے اختیار یہ خط لکھنے پر مجبور ہو گیا کہ آپ نے هٰؤُلَاءِ بَنَاتِیْ کی تفسیر کرتے ہوئے عام مفسرین سے جدا بحث کا جو پہلو اختیار کیا ہے، اُس کی داد دینا میرے امکان میں نہیں۔ خدا آپ کو تادیر سلامت رکھے''۔ (یہ 1963ء میں لکھا ہے)

(الفضل 17/نومبر 1963ء۔ صفحہ 3۔ بحوالہ ماھنامہ خالد سیدنا مصلح موعود نمبر جون ، جولائی 2008ء صفحہ324-325)

مولانا عبدالماجد دریا آبادی جو خود بھی مفسرِ قرآن تھے اور ''صدقِ جدید'' کے مدیر تھے۔ حضور کی وفات پر انہوں نے لکھا کہ:

''قرآن اور علومِ قرآن کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی، اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں، اُن کا اللہ انہیں صلہ دے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح و تبیین اور ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے''۔

(بحوالہ ماھنامہ خالد سیدنا مصلح موعود نمبر جون ، جولائی 2008ء صفحہ325)

پس یہ مَیں نے پیشگوئی کے پس منظر کا، پیشگوئی کا اور اس کا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کے بارے میں پورا ہونے کا مختصر بیان کیا ہے۔

آپ کے علمی کارنامے ایسے ہیں جو دنیا کو نیا انداز دینے والے ہیں جس کا دنیا نے اقرار کیا، جس کے چند نمونے میں نے پیش کئے ہیں۔ معاشی، اقتصادی، سیاسی، دینی، روحانی سب پہلوؤں پر آپ نے جب بھی قلم اٹھایا ہے یا تقریر کے لئے کھڑے ہوئے ہیں، یا مشوروں سے امتِ مسلمہ یا دنیا کی رہنمائی فرمائی تو کوئی بھی آپ کے تجرِ علمی اور فراست اور ذہانت اور روحانیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ آپ مصلح موعودؓ تھے، دنیا کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا تھا، جس میں روحانی، اخلاقی اور ہر طرح کی اصلاح شامل تھی۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آپ کا باون سالہ دورِ خلافت تھا اور آپ نے خطباتِ جمعہ کے علاوہ بے شمار کتب بھی تحریر فرمائی ہیں۔ تقاریر بھی فرمائیں، جن کو جب تحریر میں لایا گیا یا لایا جا رہا ہے تو ایک عظیم علمی اور روحانی خزانہ بن گیا ہے اور بن رہا ہے۔ فضلِ عمر فاؤنڈیشن جو آپ کی وفات کے بعد قائم کی گئی تھی، خلیفۃ المسیح الثالث نے قائم فرمائی تھی۔ وہ آپ کا سب مواد جو ہے کتب کی صورت میں شائع کر رہی ہے اور آج تک اس پر کام ہو رہا ہے۔ اب تک خطبات کے علاوہ اکیس جلدیں آ چکی ہیں جو انوار العلوم کے نام سے مشہور ہیں۔ اور یہ ہر جلد جو ہے کم از کم چھ سو، سات سو صفحات پر مشتمل ہے۔

فضلِ عمر فاؤنڈیشن کو بھی اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مَیں کہتا ہوں کہ اپنے کام میں تیزی پیدا کریں۔ ان کو اشاعت کے اس کام کو جو وہ اردو میں اکٹھا جمع کر رہے ہیں، جلد از جلد ختم کرنا چاہئے پھر اس کا ترجمہ بھی مختلف زبانوں میں شائع کرنا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام زبانوں کو چند زبانوں میں جمع کر کے ہمارے لئے کام آسان کر دیا ہے۔ بے شمار زبانیں ہیں لیکن چند مشہور زبانوں نے تقریباً دنیا پر قبضہ کر لیا ہے۔ آپ کی مراد تھی کہ اردو عربی کے علاوہ انگلش، جرمن اور فرنچ زبانیں جو ہیں وہ مختلف علاقوں میں تقریباً دنیا میں اکثر بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔ تو اگر ان میں ترجمہ ہو جائے تو نوّے فیصد آبادی تک ہمارا پیغام پہنچ سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی بعض کتب کا ترجمہ ہو چکا ہے، لیکن ابھی بہت سی کتب ایسی ہیں جن کا دنیا کی علمی، روحانی پیاس بجھانے کے لئے دنیا تک پہنچنا ضروری ہے۔ ابھی تک تو یہ ترجمہ جو ہے وہ دوسرے ادارے کر رہے ہیں، فضلِ عمر فاؤنڈیشن نہیں کر رہی۔ لیکن اصل کام تو یہ فضلِ عمر فاؤنڈیشن کا ہے۔ اگر پہلے نہیں بھی تھا تو مَیں اب ان کو اس طرف توجہ کرواتا ہوں۔ کیونکہ جماعت کے دوسرے ادارے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کی طرف پہلے توجہ کریں گے اور کر رہے ہیں۔ ساتھ ساتھ جس حد تک ممکن ہوتا ہے حضرت مصلح موعود کی کتب بھی ترجمہ ہو رہی ہیں اور جماعتی لٹریچر بھی ترجمہ ہو رہا ہے۔ بہر حال فضلِ عمر فاؤنڈیشن کو بھی

اپنے کام میں وسعت پیدا کرنی چاہئے۔ حضرت مصلح موعود کی ان کتابوں کے ترجمے نہ ہونے کی وجہ سے، بعض لوگوں نے سرقہ بھی کرلیا۔ آپ کی کتب لے کے نقل کر لیں۔ اپنے نام سے ترجمہ کر کے شائع کر دیں۔ چنانچہ ابھی مجھے عربی ڈیسک کے ہمارے ایک مربی صاحب نے بتایا کہ منہاج الطالبین جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک ایسی کتاب ہے جو اخلاقیات اور تربیت پر ایک معرکۃ الآراء کتاب ہے، اس سے مواد لے کر ایک صاحب نے اس کو عربی میں اپنی کاوش کے نام سے شائع کر دیا جن کو اردو بھی آتی تھی۔ جبکہ اس کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ’’مَیں نے اس مضمون پر غور کیا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا جدید مضمون میری سمجھ میں آیا ہے جس نے اخلاق کے مسئلے کی کایا پلٹ دی ہے‘‘۔

(منہاج الطالبین انوار العلوم جلد 9 صفحہ 179 مطبوعہ ربوہ)

پس آپ کے کام کو دیکھ کر حضرت مصلح موعودؓ کی پیشگوئی کی شوکت اور روشن تر ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا اصل میں تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے جس سے ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اور دائمی مرتبے کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا تعلق صرف ایک شخص کے پیدا ہونے اور کام کر جانے کے ساتھ نہیں ہے۔ اس پیشگوئی کی حقیقت تو تب روشن تر ہوگی جب ہم میں بھی اُس کام کو آگے بڑھانے والے پیدا ہوں گے جس کام کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام آئے تھے اور جس کی تائید اور نصرت کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مصلح موعود عطا فرمایا تھا جس نے دنیا میں تبلیغِ اسلام اور اصلاح کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں لگا دیں۔

پس آج ہمارا بھی کام ہے کہ اپنے اپنے دائرے میں مصلح بننے کی کوشش کریں۔ اپنے علم سے، اپنے قول سے، اپنے عمل سے اسلام کے خوبصورت پیغام کو ہر طرف پھیلا دیں۔ اصلاحِ نفس کی طرف بھی توجہ دیں۔ اصلاحِ اولاد کی طرف بھی توجہ دیں اور اصلاحِ معاشرہ کی طرف بھی توجہ دیں۔ اور اس اصلاح اور پیغام کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے بھرپور کوشش کریں جس کا منبع اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا تھا۔ پس اگر ہم اس سوچ کے ساتھ اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں گے تو یومِ مصلح موعود کا حق ادا کرنے والے ہوں گے، ورنہ تو ہماری صرف کھوکھلی تقریریں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جمعہ کے بعد مَیں ایک حاضر جنازہ بھی پڑھاؤں گا جو مکرمہ قانتہ آرچرڈ صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب آرچرڈ مرحوم کا ہے جو 16؍فروری 2011ء کو اکاسی سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پوتی، حضرت خلیفہ علیم الدین صاحب کی بیٹی اور حضرت امّ ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھتیجی تھیں جو حضرت امّ ناصر خلیفۃ المسیح الثانی کی پہلی حرم تھیں۔ صوم وصلوۃ کی پابند، بہت سادہ مزاج اور صابر شاکر خاتون تھیں۔ یہ غریب پرور تھیں۔ مہمان نواز تھیں۔ خلافت سے انتہا محبت رکھنے والی تھیں۔ مخلص خاتون تھیں۔ تعلق باللہ اور توکل الی اللہ آپ کی نمایاں خوبیاں تھیں۔ آپ نے اپنے واقفِ زندگی شوہر کے شانہ بشانہ بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔ ٹرینیڈاڈ اور گیانا میں لجنہ کی سرگرم رُکن اور لجنہ اماء اللہ سکاٹ لینڈ کی دس سال سے زائد صدر لجنہ رہیں۔ لجنہ اور ناصرات کی تعلیم و تربیت کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ ان کے پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں۔ چار بچے تو مَیں جانتا ہوں جماعتی خدمات میں پیش پیش ہیں۔ اور کافی حد تک جماعتی خدمت کرنے والے ہیں۔

بشیر آرچرڈ صاحب نے انڈیا میں ملٹری ڈیوٹی کے دوران اسلام قبول کیا تھا اور پھر 1945ء میں قادیان میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور جماعت میں شامل ہوئے۔ 1946ء میں زندگی وقف کر کے پہلے انگریز مبلغ بننے کا شرف حاصل کیا تھا۔ ان کی اہلیہ کا انتخاب بھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بذاتِ خود فرمایا تھا۔ ویسٹ انڈیز اور سکاٹ لینڈ، آکسفورڈ میں بطور مبلغ خدمات سرانجام دیں۔ جب آپ احمدی ہوئے ہیں تو اس وقت حضرت مصلح موعود نے فرمایا تھا کہ پہلے تو میرا خیال نہیں تھا کہ انگریزوں میں اسلام کی طرف رجحان ہوگا لیکن ان کو دیکھ کر مجھے خیال پیدا ہوا ہے اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ انگریزوں میں بھی اسلام کی طرف توجہ پیدا ہوگی اور وہ اسلام قبول کریں گے، انشاء اللہ۔ بہرحال اپنے میاں کے ساتھ انہوں نے بڑی وفا کے ساتھ ہر جگہ جماعتی خدمات ادا کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور اپنی رضا کی جنتوں میں بلند مقام عطا فرمائے۔ ان کے سب بچوں کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے فرمایا:

یہ جنازہ کیونکہ حاضر ہے اس لئے نماز کے بعد مَیں جنازہ پڑھانے کے لئے باہر جاؤں گا۔ احباب یہیں صفوں میں کھڑے رہیں۔

یادِ ماضی حاصلِ حیات

یادِ ماضی عذاب ہے یا ربّ ......☆......چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

ڈاکٹر فہمیدہ منیر

کاش وہ شاعر آج میرے سامنے ہو تو میں اُس سے پوچھوں یہ اُس نے کیوں کہا تھا؟ کاش میرے حافظے پر دھندلاہٹ کی تہیں نہ چڑھی ہوتیں تو حُسن نظارہ مجھے اُس ماضی کی واضح اور مکمل سیر کراتا۔ جس کے چند لمحے میرے لئے حاصلِ حیات ہیں۔ میں ماضی کو عذاب سے تعبیر کیسے دے لوں؟ ماضی اُن کے لئے عذاب ہوتا ہے جنکی یاد داشت میں کرب ناک لمحے ٹھہر جاتے ہیں۔ جنہیں یاد رکھنے کو اچھے لوگ نہیں ملتے۔ جنہیں سیدھی راہوں پر چلنے والوں کا نقشِ پا نصیب نہیں ہوتا۔ جو گمراہ ہوتے ہیں۔ جنہیں قیادت نصیب نہیں ہوتی۔ جو میر کارواں کے نقوش اور جرس کی آواز سے نا آشنا ہوتے ہیں۔ جو فرمانبرداری اور خلوص کے جذبات سے عاری ہوتے ہیں۔ جنہیں زندگی میں ایکبار بھی عبادت کا لطف نہیں ملا ہوتا۔ جنہوں نے جاں نثاری کے عالم میں محبوب کی آواز پہ لبیک نہیں کہا ہوتا۔ اُنکے لئے ماضی کی یاد عذاب ہوتی ہے۔ مجھے تو ایسے حاصلِ حیات لمحے یاد آئے ہیں کہ بے اختیار جی چاہتا ہے کہ ماضی میں لوٹ جاؤں۔ ان لمحوں کی ایک یادگار مووی فلم بناؤں اور دنیا کو بتا دوں کہ دیکھو ہمارا ماضی روشن مستقبل کی دلیل تھا۔ میں اُس ماضی کو یاد کرتی ہوں مجھے اس ماضی پر فخر ہے۔ جوں جوں حافظے کی سلیٹ پر سے دھند اترتی ہے میں اپنے بچپن کی طرف لوٹتی ہوں۔

غالباً 46-1947ء کا زمانہ تھا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ حیدر آباد تشریف لائے تھے۔ ہم کراچی سے دو تین ناصرات جن میں ایک میں تھی۔ دو میر نور احمد صاحب تالپور کی بہنیں تھیں۔ خدام کے ساتھ حیدر آباد کے لئے ٹرین سے روانہ ہوئے۔ سفر ذوقِ سفر کی نذر رہوا۔ کچھ یاد نہیں کیسے گزرا۔ حیدر آباد کا وہ دن آجتک یاد ہے جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی۔ یہ میری پہلی ملاقات تھی حضور نے تبرک کھلایا۔ میں ان کے کمرہ سے ہٹتی نہ تھی۔ رات کو بی بی امۃ الجمیل اور بی بی امۃ المتین کے ساتھ ہم تینوں سوئیں۔ اور نظمیں سنانے کا مقابلہ ہوتا رہا۔ یہ شب و روز حاصلِ کائنات تھے۔ پھر کچھ عرصہ بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کراچی تشریف لائے اور لال کوٹھی بندر روڈ ایکسٹینشن میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ مرزا اعظم بیگ صاحب نے اسکول سے ساتھ لیا (ایک میں تھی ایک انکی بیٹی تھی) سائیکل پر بٹھایا اور وہاں پہنچ گئے۔ ملاقات کے لئے آنے والوں کی لائن لگی ہوئی تھی اور والد صاحب پہلے سے وہاں موجود تھے۔ میں انکے پاس لائن میں کھڑی ہوگئی۔ حضور سے مصافحہ کرتے کرتے جب لائن کی باری میرے پاس پہنچی تب میں نے فرطِ محبت سے حضور کا ہاتھ تھام لیا۔ حضور مجھ سے پہلے والے شخص سے باتوں میں مصروف ہوگئے

حضور کے کسی باڈی گارڈ نے چھڑی سے میرا ہاتھ ہٹانا چاہا کہ مصافحہ جاری رہے۔ مگر حضور نے کمال شفقت سے فرمایا اُوں ہوں رہنے دو۔ حضور اس شخص سے باتیں کرتے رہے اور میرا ہاتھ تھامے رکھا۔ میں ان لمحات کو اس ماضی کو سلام کرتی ہوں۔ پیارے آقا کی شفقت سے دل سرور سے بھر گیا اور میری سہیلیاں کئی دن تک مجھے کہتی رہیں کاش حضور ہم سے بھی اتنی دیر ہاتھ ملاتے...!! میں اسوقت چوتھی جماعت میں پڑھتی تھی۔ اسکے بعد دسویں میں تھی کہ اپنی ایک غیر احمدی استانی جو کہ دینیات کی استانی تھیں۔ انکے ساتھ حضور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ انکے کچھ سوالات تھے جن کے جوابات حضور نے اتنے مدلل دیئے کہ کچھ عرصہ بعد ہماری وہ استانی احمدی ہوگئیں۔ بات سمجھانے کا اسلوب ایسا تھا جسے میں سمجھ سکتی تھی۔ اب آپکو سمجھا نہیں سکتی کبھی ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے تپتی دھوپ میں چلتے چلتے لمحہ بھر کو ٹھنڈا سایہ نصیب ہوگیا ہو۔ وقت نے ویسا سایہ پھر کبھی نصیب نہیں کیا۔ پھر کئی سال گزرے جو شدید محنت اور پڑھائی کے تھے۔ جلسہ سالانہ پر حضور کی تقاریر سنتی رہی کانوں نے پھر وہ رس گھولتے ذہن رسا الفاظ نہیں

سنے۔ جب وقت تھم جاتا تھا اور خون قوتِ شنوائی بن کر رگوں میں تیرتا محسوس ہوتا تھا۔

میں ماضی کو یاد رکھنے کے لئے اپنی قوتِ حافظہ کی خیر مانگتی ہوں۔ اے میرے رب میرے حافظہ سے یہ دلنشین مناظر کبھی نہ چھیننا۔ اس یاد کے پرتو اُن حافظوں کی پرچھائیاں مجھے بہت عزیز ہیں۔ اُن یادوں نے مجھے خلافت سے وابستگی اور عقیدت کے انمٹ گہرے نقوش عطاء کئے ہیں۔ مطمئن حال بے داغ ماضی کا آئینہ دار ہوتا ہے اور رواں دواں اور روشن مستقبل کی طرف لے جاتا ہے۔ اس برساتِ انور کی چند بوندیں ہی میرے حصہ میں آئیں۔ میں نے اُس ہستی کی خاطر ربوہ آنا قبول کیا تھا۔ 1965ء کا زمانہ تھا حضور کی طبیعت ناساز تھی۔ میں ملنے گئی حضور کو نحیف دیکھ کر دل بے اختیار رو اٹھا۔ آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے، ضبطِ گریہ ممکن نہ رہا۔ چھوٹی آپا مریم صدیقہ اور مہر آپا صاحبہ یخنی پلانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ حضور نہ پیتے تھے۔ میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا حضور ایک دو گھونٹ پی لیں۔ چھوٹی آپا نے کہا حضور یہ اپنی لیڈی ڈاکٹر صاحبہ ہیں کہہ رہی ہیں ایک دو گھونٹ لے لیں۔ حضور نے منہ کھول دیا۔ چھوٹی آپا نے دو گھونٹ یخنی پلائی تیسرا چمچ منہ میں ڈالنے لگیں تو منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہ 'بس' میں یہ منظر کبھی نہیں بھول سکتی۔ کبھی نہیں کیا میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ میرے حافظے پر یہ دھندلا جائے کبھی نہیں کبھی نہیں۔ 22 سال ربوہ میں گزر گئے۔ ان حاصل حیات لمحوں سے جھولی بھری ہے ورنہ تو تہی دامن ہوں

میرے کشکول میں نایاب سکے جنہیں میں ہر گھڑی کھنکا رہی ہوں
زمانے نے مجھے جو کچھ دیا ہے میں عظمت آج وہ لوٹا رہی ہوں

اور آج میرے سامنے حضرت مصلح موعودؓ کے دورِ خلافت میں مستورات کی تربیت کی خاطر ان کے مختلف جلسوں میں کی گئی تقاریر کو دستور العمل کے طور پر تیار کی گئی کتاب 'اوڑھنی والیوں کے لئے پھول' پڑی ہے۔ میں سوچتی ہوں علم وحکمت اور پند ونصیحت کا یہ خزانہ اپنے دامن میں کیسے سمیٹوں؟ میرے دَور کی عورت کی اوڑھنی ہی چھوٹی ہوگئی ہے۔ اس پر پھولوں کی بیل کیسے بناؤں اس گلدستے میں جسکا ایک ایک پھول دیدہ زیب ہے کونسا میں چن کر کس کی اوڑھنی پر کاڑھوں میں اس عظیم انسان کے نوادرات میں سے کیا آپکی نذر کروں میں تو ایک غلام ہوں اُسکی ایک امانت دار آپکو یہ خزانے اس نے ورثہ کی طرح دے دیئے ہیں اُٹھو اور لوٹ لو بازار میں سیل لگتی ہے تو اُس پر ٹوٹ پڑتی ہو۔ آؤ یہ خزانے مفت ہیں انہیں لوٹ لو مگر کام کے دھندوں سے فرصت نکالو نہیں تو تم بھی میری طرح تہی دامن رہ جاؤ گی۔ میں نہیں چاہتی کہ خود اپنے آپ کو بدنصیب کہوں۔ کہ یہ خزائن ہمارے سامنے ہوں اور ہم تہی دامن ہوں۔ تہیہ کرلو تو ان میں سے ایک ایک پھول کئی لاکھ موتیوں میں ٹکنے کے قابل ہے ان میں سے ایک بھی اپنی اوڑھنی پر سجالو تو رونقِ محفل بن جاؤ گی۔

خزانے موتیوں کے یہ ہر ایک کو ملے نہیں
کہیں گے لوگ ایسے گُل چمن میں تو کھلے نہیں

میں مضمون نویسی میں طاق تو نہیں لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے خواتین کے جلسہ میں کی (بحوالہ الفضل 15 مئی 1926ء) اسکے ایک فرمان کو پورا کرنے کی خاطر لکھ رہی ہوں۔ حضور نے فرمایا۔

'ضرورت اس بات کی ہے کہ عورتیں جرأت سے کام لیں اور مضمون لکھنے اور تقریر کرنے کی کوشش کریں اور زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ لوگ ان کے مضمون پڑھ کر یا تقریر سن کر ان غلطیوں پر ہنسیں گے مگر ایسے چند ہی لوگ ہوں گے۔ زیادہ تر وہی ہوں گے جو انکی جدو جہد کو دیکھ کر محسوس کریں گے کہ وہ قابل عزت ہیں۔ یہ بہترین نصیحت ہے جو میں ممبرانِ لجنہ کو کرسکتا ہوں'

27 دسمبر 1944ء کے جلسہ سالانہ میں حضورؓ نے خواتین لجنہ اماء اللہ کو جو ضروری ہدایات دیں ان میں سے ایک اقتباس پیش کرتی ہوں

'حوا کے معنی ہیں وہ عورت.......جو ترقی کرتی چلی جاتی ہے'
(صفحہ 397 اوڑھنی والیوں کے لئے پھول)

ماہنامہ ''خالد'' ربوہ مارچ 2009ء میں شامل اشاعت محترم چودھری محمد علی صاحب کی ایک خوبصورت نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

کیوں اشک آنکھ سے باہر نکل کے دیکھتے ہیں
کہ اُس کو دیکھنے والے سنبھل کے دیکھتے ہیں
سنا ہے بولے تو الفاظ فرطِ لذت سے
حریم صوت سے باہر نکل کے دیکھتے ہیں
سنا ہے جب وہ سر بزم مسکراتا ہے
تو جھوم جاتے ہیں عاشق، مچل کے دیکھتے ہیں
سنا ہے ہاتھ اٹھائے اگر دعا کے لئے
تو حادثات ارادہ بدل کے دیکھتے ہیں

منظوم کلام

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

اُس کی رعنائی مِرے قلبِ حزیں سے پوچھئے
حُور و غلماں کی خبر خُلدِ بریں سے پوچھئے

استجابت کے مزے عرشِ بریں سے پوچھئے
سجدہ کی کیفیتیں میری جبیں سے پوچھئے

نسخہء وصلِ خُدا ہے بس مِری دکّان پر
ہر جگہ پر دیکھ لیجے گا کہیں سے پوچھئے

کوچہء دلبر کے رستہ سے ہے دُنیا بے خبر
پوچھنا ہو آپ نے گر تو ہمیں سے پوچھئے

آسمانی بادشاہت کی خبر احمدؑ کو ہے
کس کی ملکیت ہے خَاتَم یہ نگیں سے پُوچھئے

ابتدائے عشق سے دل کھو چکا ہے عقل و ہوش
سِرِّ اُلفت اُس نگاہِ سُرمگیں سے پُوچھئے

دُوسروں کی خوبیاں اُس کی نظر میں عیب ہیں
تجھ کو اپنی بھی خبر ہے؟ نکتہ چیں سے پُوچھئے

آسماں کی رازجوئی عقل سے ممکن نہیں
رازِخانہ پُوچھنا ہو تو مکیں سے پُوچھئے

فقر نے بخشا ہے لاکھوں کو شہنشاہی کا تاج
کیا ہوا ہے سحر یہ نانِ جویں سے پُوچھئے

کس قدر توبائیں توڑی ہیں یہ ہے دل کو خبر
کس قدر پونچھے ہیں آنسو آستیں سے پُوچھئے

کس قدر صدمے اُٹھائے ہیں ہمارے واسطے
قلبِ پاکِ رَحمۃً لِّلعَالَمِیںؐ سے پُوچھئے

ابن مسیح ...... مصلح موعود رضی اللہ عنہ

ڈاکٹر فہمیدہ منیر

اے ابنِ مسیح تجھ پہ مری جان فدا ہو
ہر دور میں حامی ترا خود آپ خدا ہو

کچھ کہنے کو منہ کھولوں تو اک عمر بسر ہو
تیرے لیے کچھ کہنے کا حق کیسے ادا ہو

چہرہ ترا جی بھر کے کبھی دیکھ نہ پائی
چہرے سے قریں جیسے حجابوں کی ردا ہو

جب بھی تجھے دیکھا ہے مجھے ایسا لگا ہے
ہر روپ نیا روپ ہو ہر روپ جدا ہو

کچھ فرق مہ و سال نے ہرگز نہیں ڈالا
آواز سنوں کوئی لگے تیری ندا ہو

تیرے لیے کچھ کام کبھی کر نہیں پائی
لگتا ہے بہت بوجھ کوئی دل پہ لدا ہو

بن جائے گا اک بندۂ بے نام کسی دن
اک شان کا مالک، جو ترے در کا گدا ہو

میں جی سے گزر جاؤں تو شاید بنے کچھ بات
خدمت کی لگن دل میں، کوئی درد سدا ہو

گر موت بھی آئے مجھے اسلام پہ آئے
کچھ آنکھ میں آنسو ہوں کوئی لب پہ دعا ہو

دل درد سے روتا ہے تری یاد کے ہاتھوں
یہ درد ٹھہر جائے کوئی ایسی دوا ہو

اسلام کی خدمت کے لیے وقف رہوں میں
خدمت کے لئے پھر مجھے اک عمر عطا ہو

اسلام ہو تابندہ و پائندہ و زندہ
یہ تیری صدا دنیا میں عظمت کی صدا ہو

قرآن کریم کی پیشگوئیاں

قسط دوم

لطف الرحمٰن محمود

مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والی سیاسی تبدیلیوں سے تعلق رکھنے والی پیشگوئیاں

اس حوالے سے قرآن کریم میں کئی پیش گوئیاں موجود ہیں۔ آخری زمانے میں، یہود کے ارضِ فلسطین میں مختلف ملکوں سے آکر جمع ہونے کا واقعہ، یاجوج اور ماجوج کا کُھل کر دنیا میں پھیل جانا، بادشاہتوں کا خاتمہ اور سلطانی جمہور کے عہد کی آمد آمد یعنی جمہورتیوں کا قیام ایسی پیشگوئیوں کی چند مثالیں ہیں۔ اختصار کی رعایت کے پیشِ نظر یہاں صرف پہلی مثال کی تھوڑی سی تفصیل پیش کی جائے گی۔ پہلے یہ قرآنی آیت ملاحظہ فرمائیے۔ وَقُلْنَا مِنۡۢ بَعۡدِہٖ لِبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اسۡکُنُوا الۡاَرۡضَ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَۃِ جِئۡنَا بِکُمۡ لَفِیۡفًا (بنی اسرائیل آیت 105)۔ اس آیت کا ترجمہ از حضرت المصلح الموعودؓ۔ (اور اُس کے (ڈوب مرنے) کے بعد بنی اسرائیل کو ہم نے کہہ دیا کہ تم اس موعود ملک میں جاکر (آرام سے) رہو۔ پھر جب (مسلمانوں کیلئے) دوسری بار (عذاب) کا وعدہ پورا ہونے کا وقت آئے گا تو ہم تم (سب) کو جمع کرکے وہاں لے آئیں گے۔'' ارضِ فلسطین میں یہود کے آکر'' جمع ہونے'' کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ یہود مختلف ممالک سے جوق در جوق یہاں آکر بود و باش اختیار کرلیں گے۔ اس میں دوسرا مفہوم بھی شامل ہے کہ وہ اپنی حکومت بھی قائم کرلیں گے۔ لیکن قرآن کریم میں یہ اشارہ بھی موجود ہے کہ ان کا قبضہ اور اقتدار کچھ عرصہ کیلئے ہوگا۔ انجام کار اہلِ ایمان، اہلِ تقویٰ ارضِ مقدّسہ کے وارث قرار پائیں گے۔ اَنَّ الۡاَرۡضَ یَرِثُہَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوۡنَ (سورۃ الانبیاء آیت106)۔ اس پیشگوئی کو سمجھنے کیلئے اس کے پس منظر سے آگہی ضروری ہے۔ فرعونِ مصر کی غلامی سے نجات کے بعد بنی اسرائیل نے، حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کی زندگی میں نئی آزاد قومی زندگی کی ابتداء کی۔ ارضِ موعود کی پیش رفت کرنے پر انکار کے نتیجے میں ان کی ترقیات کا سلسلہ 40 سال کیلئے ملتوی ہوگیا۔ حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ یُوشع بن نون کے زمانے میں بنی اسرائیل ارضِ کنعان کے مالک ہوئے اور بعد میں حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کا عہد ان کی حکومت و شوکت کا زرّیں دور ثابت ہوا۔ حضرت سلیمانؑ کے بعد یہ حکومت دو حصوں میں بٹ گئی۔ شمالی حکومت (Judea) کو نبوکدنضر نے تباہ کردیا اور وہاں کی آبادی کو غلام بنا کر بابل لے گیا اور بعض کو اپنے مشرقی مقبوضات میں مُنتشر کردیا۔ ان ''دس قبائل'' کے لوگ مختلف امصار و دیار میں گم ہوگئے۔ انہی کو ''بنی اسرائیل کی گم شُدہ بھیڑیں'' کہا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ حسبِ وعدہ ان کی تلاش میں افغانستان اور کشمیر وغیرہ تشریف لے گئے۔ قرائن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان گم شدہ بھیڑوں نے اپنے گلّہ بان کو پہچان لیا اور اس طرح انہیں آسمانی بادشاہت میں پناہ لینے کا موقع مل گیا۔ ایک بار پھر بنی اسرائیل پر ویسی ہی آفت آئی۔ 70ء میں رومی جرنیل طیطس (Titus) نے یروشلم کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ ان کا مقدس ہیکل تباہ کردیا۔ تبرکات اور خزائن لُوٹ لئے۔ بنی اسرائیل کو ہانک کر یورپ میں منتشر کردیا۔ یہ جلاوطن یہود وہاں تقریباً 2000 سال تک رہے۔ کئی بار ان کا قتل عام ہوا۔ جنگِ عظیم دوم جرمنی کے ڈکٹیٹر ہٹلر نے مظالم کو انتہا تک پہنچادیا۔ ان مظالم کے پیشِ نظر بہت سے ممالک کے لوگوں کے دلوں میں ان کے لئے نرم گوشہ پیدا ہوگیا۔ جب مئی 1948ء میں یہود نے اپنی ریاست کا اعلان کیا تو ان عناصر کی طرف سے ان کی پذیرائی ہوئی۔

اب عرب، ریاست اسرائیل کو ناسُور اور سرطان کہتے ہیں۔ مگر بدقسمتی سے عربوں نے خود ہی اس کی راہ ہموار کی۔ نوآبادکار یہودیوں کو اپنی اراضی بیچی اور مڈل ایسٹ سے صدیوں سے قائم ترکوں کی حکومت کو بغاوت کرکے ختم کیا۔ ترکوں کی حکومت کے خاتمے کے ساتھ ہی فلسطین میں یہودی ریاست کے منصوبے کا ذکر چل پڑا۔ اور تقریباً 30 سال کی منصوبہ بندی اور کوشش کے بعد یہ ریاست قائم ہوگئی۔ اس دردناک کہانی کا یہ حصہ بھی بڑا عبرت انگیز ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کس طرح عربوں نے

خود یہ گڑھا کھودا۔

ایک لمبے عرصے سے موجودہ سعودی عرب عراق، شام، لبنان، اردن اور فلسطین وغیرہ خلافتِ ترکیہ کی سلطنت کا حصہ تھے۔ جنگِ عظیم اوّل کے دوران (1914 تا 1918) شریفِ مکّہ حُسین نے، انگریزی حکومت سے ساز باز کرکے، تُرکوں کے خلاف بغاوت کر دی۔ اُس کے بدّو جنگجوؤں نے حجاز ریلوے کو تباہ کرکے ترکوں کی سپلائی لائن کاٹ دی۔ ترکوں کو شکست ہوئی۔ شریفِ مکّہ نے، شاہِ حجاز اور خلیفۃ المسلمین ہونے کا اعلان کر دیا۔ ترکوں کی ہزیمت اور پسپائی کے بعد مجلسِ اقوام نے فلسطین کو انگریزی مینڈیٹ میں دے دیا۔ انگریزی حکومت نے 1917ء میں، اعلانِ بالفور کے ذریعے فلسطین میں یہود کی ریاست قائم کرنے کا عندیہ دے دیا۔ یہ عربوں کی بغاوت کا پہلا کڑوا پھل تھا۔ شریفِ مکّہ کو بھی ایک کڑوا پھل کھانا پڑا۔ جلد ہی عبدالعزیز آلِ سعود نے حجاز پر قبضہ کر لیا اور وہابی مسلک کی حکومت قائم کر دی۔ شریفِ مکّہ کی حکومتِ حجاز اور خلافتِ اسلامیہ دونوں کا خاتمہ ہو گیا۔

بدلے ہوئے حالات میں یہود نے بڑی کثرت سے فلسطین میں آ کر آباد ہونا شروع کر دیا۔ جب پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آتا ہے تو حالات بھی اُن کے موافق ہو جاتے ہیں۔ یورپ، رُوس اور دوسرے ممالک میں یہود پر مظالم میں شدّت آتی گئی۔ 1880ء میں یہود کی ہجرت فلسطین میں تیزی آ گئی۔ 1909ء میں فلسطین میں پہلے یہودی شہر، تل ابیب کی بنیاد رکھی گئی۔ یہود ہر براعظم سے فلسطین کا رُخ کرنے لگے اور ان کی آبادی میں بڑی تیزی سے اضافہ ہونے لگا۔ 1880ء میں فلسطین میں یہود کی آبادی 24,000 نفوس تھی۔ 34 سال بعد یعنی 1914ء میں ان کی تعداد 85,000 ہو گئی (بحوالہ ورلڈ بک انسائیکلو پیڈیا، جلد 10 صفحہ 486، ایڈیشن 2011ء) مزید 34 سال گزرنے کے بعد، یعنی 1948ء میں قیامِ اسرائیل کے وقت یہود کی آبادی 5 لاکھ ہو گئی۔ اور 40 سال بعد، 2008ء کی مردم شُماری کے وقت یہ تعداد 72 لاکھ ہو گئی۔ یہ اعداد و شُمار اس قرآنی پیشگوئی کے تائیدی گواہ ہیں۔ ہجرت کا یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ 1950ء میں یعنی قیامِ اسرائیل کے 2 سال بعد، اسرائیلی پارلیمنٹ نے اسرائیل میں نقل مکانی کے حوالے سے ایک ایسا قانون پاس کیا جس کی مثال دُنیا کے کسی اور ملک میں نہیں ملتی۔ یہ قانون Law of Return کہلاتا ہے۔ اس کے تحت، دنیا میں کہیں بھی رہنے والے یہودی کو اسرائیل میں جا کر رہنے کا حق حاصل ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور تلخ حقیقت بھی ہے جو بجا طور پر ہم پر گراں گزرتی ہے۔ اسرائیل کا رقبہ پاکستان کے ایک ضلع کے برابر ہو گا۔ اس کے قیام کے اگلے دن یعنی 15 مئی 1948ء کو اس کے 5 عرب ہمسایہ ممالک کی افواج نے اس نوزائیدہ ملک پر حملہ کر دیا مگر شکست کھائی۔ اس کے بعد بھی عرب ممالک نے کئی بار اسرائیل سے جنگیں کیں مگر بدقسمتی سے ہر بار شکست کھائی اور ہر بار عرب علاقوں پر اسرائیل نے قبضہ کر لیا۔

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے اسرائیل جغرافیائی رقبے کے لحاظ سے ایک بہت ہی چھوٹا ملک ہے۔ کُل ایریا 8,000 مربع میل کے لگ بھگ ہے جبکہ 22 عرب ممالک کا مجموعی رقبہ، اسرائیل کے رقبہ سے 640 گُنا زیادہ ہے۔ عرب ممالک کی مجموعی آبادی اسرائیل کی آبادی سے 45 گُنا زیادہ ہے۔

قرآنی آیت (سورۃ الانبیاء آیت 106) میں ارضِ فلسطین کے ورثاء کو عبادی الصالحون کہہ کر یاد کیا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رقبے اور آبادی کی بجائے تقویٰ اور رُشد و صلاحیت کی بات کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے ہیں جو انشاء اللہ اپنے وقت پر پورے ہو کر رہیں گے!

سفر اور نقل مکانی کے حوالے سے نئی سواریوں کی ایجاد سے اُونٹوں کے ترک کئے جانے کی پیشگوئی

نزولِ قرآن کریم کے وقت، آمد و رفت کے جدید ذرائع موجود نہیں تھے۔ کاریں تھیں نہ بسیں، ریل گاڑی، سٹیم شپ اور طیاروں کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اب تو تیز رفتار، آرام و آسائش اور حفاظت کے حوالے سے ذرائع آمد و رفت میں مزید بہتری لائی جا چکی ہے۔ اب تو بلٹ ٹرین اور الیکٹرک ٹرین زیرِ استعمال ہے۔ چند سال قبل Concord طیارے بھی اُڑان بھرا کرتے تھے۔ لیکن نزولِ قرآن کے وقت، لوگ یا تو پیدل چلا کرتے تھے یا بار برداری کے جانوروں سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ حجاز اور صحرائے عرب کے حوالے سے اونٹ کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ حج جو اسلامی معاشرے کا اہم اجتماعی سفر تھا، وہ بھی زیادہ تر اونٹوں کے ذریعے سے سرانجام پاتا

تھا۔ اُسی قرآن کریم میں یہ پیشگوئی موجود ہے:

وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ(سورۃ التکویر آیت5) یعنی وہ وقت بھی آنے والا ہے جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں بھی ترک کردی جائیں گی۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب متبادل سواریاں ان کی جگہ لے لیں۔ یہ اس پیشگوئی کا پس منظر ہے یاد رہے کہ عشار، عشراء کی جمع ہے جس کا مطلب 10 ماہ کی حاملہ اُونٹنی ہے۔ اُس میں ایسی اُونٹنی بہت قیمتی تصور کی جاتی تھی۔ جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے اس جانور کا دودھ، گوشت، بال، کھال وغیرہ ہر چیز ہی مفید تھی مگر اس کی اصل اہمیت سفر حج میں استعمال ہونا تھا۔ اس حوالے سے حالات کے بدل جانے کا اشارہ صحیح مسلم کی حدیث میں ملتا ہے:

وَلَيُتْرَكُنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا

اس پیشگوئی کا مطلب یہی ہے کہ اونٹوں کے ذریعے سفر حج کا مقبول سلسلہ متروک و معطّل ہوجائے گا اور حجاج کرام بہتر، تیز رفتار اور زیادہ آرام دہ سواریوں کو اختیار کرلیں گے۔ ورنہ اس آیت اور حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اُونٹ Dinosaurs کی طرح معدوم ہوجائیں گے۔ بلکہ اس پیشگوئی میں یہ گنجائش موجود ہے کہ عیدالاضحیہ کے موقع پر لوگ اونٹ کی قربانی دیں گے، اس کا گوشت کھائیں گے، سیر و تفریح کیلئے بچوں کو کراچی کی بیچ پر اونٹوں پر بٹھا کر سیر کروائی جائے گی یا قاہرہ کے قریب سیّاحوں کو اونٹوں پر اہرام دکھائے جائیں گے۔ اگر عرب کے بدّو اونٹوں کے بالوں سے کمبل بناتے ہیں تو شوق سے اس گھریلو صنعت کو جاری رکھیں۔ پیشگوئی کا مطلب و مدعا فقط یہ ہے کہ حجاز اور دوسرے مقامات سے لوگ حج اور مقامات حج کیلئے اونٹوں کی بجائے جدید سواریوں سے استفادہ کریں گے۔ اس کا آغاز ہوئے ایک لمحہ کیلئے یاد کیجئے کہ دنیا کی آبادی اب 7 بلین کے قریب ہے ان میں کتنے لوگ اونٹوں پر سفر کرتے ہیں؟ ان سات بلین میں سے تقریباً 1.5 بلین مسلمان ہیں۔ ان میں سے پچیس تیس لاکھ ہر سال حج کی سعادت سے متمتع ہوتے ہیں۔ ان میں سے کتنے حج کا فریضہ اُونٹ پر سفر کرکے ادا کرتے ہیں؟

اس مرحلے پر تاریخی ''حجاز ریلوے'' کا ذکر بیجا نہ ہوگا۔ اگرچہ سٹیم انجن 1804ء میں ایجاد کرلیا گیا تھا مگر پہلی ریل گاڑی کی سروس 1825ء میں برطانیہ میں، شروع کی جاسکی۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ دوسرے ممالک میں یہ نظام مستحکم ہوا۔ سورۃ التکویر کے نزول کے تقریباً 13 صدیاں بعد عرب ممالک میں اس کی ابتداء ہوئی۔ مملکتِ ترکی کے عثمانی خلیفہ، خادم الحرمین الشریفین سلطان عبدالحمید ثانی نے دمشق کو مکّہ معظّمہ سے بذریعہ ریل ملانے کیلئے ایک منصوبے کے منظوری دی۔ اس سے پہلے حصے کے طور پر دمشق کو مدینہ منورہ سے ملایا گیا۔ جرمن انجینئروں نے یہ منصوبہ مکمل کیا۔ یہ منصوبہ 1900ء میں شروع کیا گیا اور 1908ء میں مکمل ہوا۔ چونکہ اس قسم کے منصوبے کا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی صداقت سے بھی تعلق تھا، اس لئے یہ حضور علیہ السلام کی زندگی میں مکمل ہوگیا۔ اس پہلو سے میں ایک رُوحانی سرور کی کیفیت سے محظوظ ہوا۔ اس منصوبے کا بنیادی مقصد حُجاج کرام کو بہتر سفر کی سہولت فراہم کرنا تھا۔ 'حجاز ریلوے'' کے بارے میں مورخین کی رائے ہے:

"One of the most important railroads of the Ottomon empire" (سلطنتِ عثمانیہ کے ریلوے نظام کا اہم ترین حصہ)۔ ضمناً عرض ہے کہ حجاز ریلوے لائن کی لمبائی دمشق سے مدینہ منورہ تک 800 میل تھی۔ اس میں 1532 پُل تھے۔ راستے میں 2 سُرنگیں بھی عبور کرنا پڑتی تھیں۔ دمشق سے مدینہ تک 96 ریلوے سٹیشن تھے۔ یہ تمام عمارات جرمن طرز تعمیر کا نمونہ تھیں۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیے:

Saudi Arabia and the Gulf States مصنّفہ Sebastian Maisel اور John A. Shoup ایڈیشن 2009ء پبلشر گرین وُڈ پریس۔ صفحہ 202,201۔

جنگِ عظیم اوّل کے دوران، ترکوں کے خلاف شریفِ مکّہ کی بغاوت میں وحشی بدّوؤں نے حجاز ریلوے کو کئی مقامات پر تباہ کردیا۔ ایک بار پھر ضروری مرمت کے بعد اسے بحال کیا گیا۔ حجاز ریلوے کی سروس 1924ء تک جاری رہی۔ اگلے سال اس کے انجن اور دوسرے اثاثے شام اور اُردن میں تقسیم کردیئے گئے۔ یہ ایک بہت بڑا المیہ تھا۔ 1983ء میں ایک مرتبہ پھر حجاز ریلوے کو بحال کرنے کی کوشش کی گئی مگر پیش رفت نہ ہوسکی۔ البتہ 1999ء میں دمشق (شام) اور اَمان (اُردن) کے درمیان ریلوے سروس شروع کردی گئی۔ گزشتہ سال سے مکّہ مکرمہ سے منٰی وغیرہ تک بھی ریل سروس کا آغاز ہوچکا ہے۔ جلد ہی اسے میدان عرفات اور دوسرے

مقامات حج سے بھی ملادیا جائے گا، انشاءاللہ۔

اس پیشگوئی کا پورا ہونا قرآن مجید کی صداقت کا ثبوت ہے چونکہ از روئے حدیث، اُونٹوں کے متروک و معطل ٹھہرائے جانے کا حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے سے بھی تعلق ہے، اس لئے حضرت اقدسؑ نے اپنی کتابوں میں زمانہ کی دوسری علامات کے ساتھ اس کا، بار بار ذکر فرمایا ہے

اربعین نمبر2(روحانی خزائن جلد16) صفحہ 375 'تحفہ گولڑویہ

(روحانی خزائن جلد17) صفحہ 196, 239,231 'تذکرۃ الشھادتین۔(رُوحانی خزائن جلد20) صفحہ 25, 36 چند مثالیں ہیں۔ملفوظات کی مختلف جلدوں میں بھی کئی مقامات کا اس میں ذکر موجود ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس قرآنی پیش گوئی کو کتنی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا۔افسوس کہ اُمّت کی اکثریت آج بھی اس بصیرت اور بصارت سے محروم ہے!

نئے معاشرتی، علمی، تہذیبی حتّٰی کہ جانوروں کو متاثر کرنے والے نئے رجحانات کے بارے میں پیشگوئیاں

سورۃ التکویر کی متعدد آیات کا' آخری زمانے میں ظاہر ہونے والے بعض واقعات اور رجحانات سے گہرا تعلق ہے۔ان کے ظہور سے انسانی معاشرے میں نئی تہذیبی، تمدنی اور ثقافتی تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں۔یہ ایک بڑا وسیع کینوس ہے۔ان میں سے بطور مثال، چند پیشگوئیوں کا انتخاب کیا ہے۔دو کا ذکر یہاں کروں گا اور باقی دو کا اسی مضمون میں الگ ذیلی عناوین کے تحت۔

ذرا سورۃ التکویر کی آیت 6 کے الفاظ پر غور فرمایئے۔وَاِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ۔یعنی جب وحشی اکٹھے کئے جائیں گے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ نے وحشیوں کے حوالے سے مختلف معانی کا احاطہ فرمایا ہے مگر پہلا مفہوم ہی دیا ہے'' چڑیا گھر بنائے جائیں گے''(تفسیر صغیر)۔

جانوروں میں دلچسپی انسانی فطرت کا حصہ ہے۔مفید جانوروں کو انسان نے ہزاروں سال قبل سدھا کر کام پر لگا دیا۔لیکن باقی وحشی جانوروں کو چڑیا گھروں میں جمع کرنے کا رواج نہ نزول قرآن کے زمانے میں تھا نہ بعد میں ہزار سے زاید سال تک کسی کو اس طرف توجہ ہوئی۔ چڑیا گھروں کی ابتداء اٹھارویں صدی میں ہوئی۔ آسٹریا، جرمنی اور سپین میں چڑیا گھر بنائے گئے آہستہ آہستہ یہ روایت دوسرے ممالک میں بھی مستحکم ہوگئی۔ چڑیا گھروں میں چوپائے، درندے، پرندے، رینگنے والے جانور حتّٰی کہ کیڑے مکوڑے، غرض ہر قسم کے جانداروں کو جمع کیا جانے لگا۔اس کے ساتھ ہی علمی ریسرچ کا کام بھی شروع ہوگیا۔نایاب اور معرض خطر میں یعنی معدوم ہونے والی Species کو محفوظ رکھنے کیلئے بھی کوششیں شروع ہوگئیں۔جانوروں کی خصوصیات اور عادات کے مطالعہ سے بہت سی دلچسپ باتیں سامنے آئیں۔ انسانوں میں سے لغوی طور پر بعض کو'' زبان دراز''سمجھا جاتا ہے۔ریسرچ نے ثابت کیا ہے کہ بعض جانور واقعی زبان دراز ہیں۔مثلاً ایک صحت مند اچھی نسل کے زرافے کی زبان 21 انچ لمبی ہوتی ہے۔جس کی مدد سے وہ اونچی اونچی شاخوں سے اپنی غذا حاصل کر لیتا ہے۔قدرت نے ہاتھی کی سُونڈ میں مضبوطی اور نازکی' دونوں پہلو جمع کر دیئے ہیں۔ ہاتھی کی سُونڈ میں چالیس ہزار عضلات پائے جاتے ہیں اور اس سے وہ 270 کلووزنی لکڑی کا شہتیر اٹھا سکتا ہے۔اسی سونڈ کے سامنے والے آخری حصے سے وہ مونگ پھلی کا ایک دانہ بھی اُٹھا سکتا ہے۔ چڑیا گھروں کے قیام کے بعض اور اثرات بھی سامنے آئے ہیں مثلاً پالتو جانوروں(Pets) سے محبت کا معاملہ۔اس میں غُلو بھی شامل ہوگیا ہے مثلاً مغربی ممالک میں پالتو جانوروں کی تدفین کیلئے قبرستان۔ پالتو جانوروں کے نام اپنی Will میں دولت اور جائیداد کُتّے بِلّے کے نام ہبہ کر جاتے ہیں۔جانور بے زبان ہوتے ہیں۔ان پر ظلم نہیں ہونا چاہیئے۔ اسلام نے بھی یہی تعلیم دی ہے۔حقوق انسانی اور حقوقِ نسواں کی طرح بعض لوگ جانوروں کے حقوق کی پاسداری کے مدعی ہیں۔ان حضرات وخواتین کا مطالبہ ہے کہ چڑیا گھر مظلوم جانوروں کے قید خانے ہیں۔انہیں جلد از جلد ان عقوبت خانوں سے آزاد کر کے قدرتی ماحول میں واپس بھجوایا جائے۔

چڑیا گھروں کی تعلیمی، تفریحی، سائنسی اور تحقیقی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مجھے تو مذہبی اور روحانی فائدہ بھی ہوا ہے۔ چڑیا گھروں میں اللہ تعالیٰ کی عجیب وغریب،

پُرحکمت مخلوق کو یکجا دیکھ کر ہمیشہ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنُ الۡخَالِقِیۡنَ(سورۃ المومنون آیت15)ہی کے الفاظ لب پر آتے رہے۔ ہر بار چڑیا گھر سے باہر نکلتے وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اُس نے اس عاجز بندے کو زُمرۂ انسانیت میں داخل کر کے ان جانوروں سے ممتاز مقام عطا فرمایا۔

چڑیا گھروں کی ایک سیاسی افادیت بھی ہے۔1972ء میں چینی پانڈوں کے ایک جوڑے نے بین الاقوامی سیاست میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ اس موقع پر "Panda Dilomacy" کی اصطلاح سُننے کو ملی۔ چین نے دو خوبصورت پانڈے یوایس اے کو ہدیہ کئے۔ یہ نر و مادہ پانڈے واشنگٹن کے چڑیا گھر میں رکھے گئے۔ ان کے ہاں بچے بھی پیدا ہوئے مگر جلد ہی داغِ مفارقت دے گئے۔ امریکی ماہرین مقامی ماحول میں ان کی افزائش نسل پر ریسرچ میں مصروف ہیں۔ یہ تمام تعلیمی، تحقیقی، تفریحی اور سیاسی پہلو بھی اس پیشگوئی کا حصہ ہیں جو بڑی شان سے پوری ہو چکی ہے۔

اسی سُورت کی ایک اور آیت ملاحظہ فرمایئے۔ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ(التکویر آیت6)۔اس کا سادہ الفاظ میں مطلب ہے ''اور جب کتابیں پھیلا دی جائیں گی''۔ اس آیت میں کُتب، اخبارات اور جرائد کی بکثرت اشاعت کی خبر دی گی ہے۔ چونکہ ان سب کا محور اور منبع پرنٹنگ پریس ہیں، اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اسی مرکزی خیال کو اُجاگر کیا ہے ''یعنی پریس کثرت سے ہوں گے'' (تفسیر صغیر)۔ اس پیشگوئی کے نزول کے وقت عرب اور مڈل ایسٹ میں طباعت اور صحافت تو دور کی باتیں ہیں، خواندہ لوگوں کی تعداد بھی نہ ہونے کی برابر تھی۔1456ء میں گوٹن برگ پریس کی ایجاد کو ہم تاریخ انسانی کا ایک اہم سنگِ میل قرار دے سکتے ہیں۔ اس سے کتابوں کی اشاعت میں ایک انقلاب برپا ہوا۔ اُس ابتدائی دور میں اس ایجاد کو بھی یورپ میں ''شیطانی سحر'' قرار دیا گیا مگر جلد ہی ہر طرف کتابوں کے انبار لگ گئے۔ اندازہ لگایا گیا کہ اس ایجاد کے بعد نصف صدی میں تقریباً دو کروڑ کتابیں شائع کی گئیں۔1500ء میں Sebastian Brant نے اس انقلابی ایجاد کے نتائج پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھا کہ وہ کتاب جو صرف کسی بادشاہ کی ملکیت ہوا کرتی تھی اب عام آدمی کے گھر میں بھی نظر آتی ہے۔ کتابوں کی وسیع پیمانے پر اشاعت کے بعد اخبارات و رسائل کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ 1605ء میں جرمنی میں پہلا اخبار جاری ہوا۔30 سال بعد فرانس میں اور 1702ء برطانیہ میں اور کئی ملکوں میں بھی اس اچھے کام کی تقلید کی گئی۔ انیسویں اور بیسویں صدی کو صحافت کے غیر معمولی ارتقا کی صدیاں قرار دیا جاتا ہے۔ فن طباعت میں تکنیکی بہتری نے جرنلزم کو نئی وسعتوں سے ہمکنار کر دیا۔ جرنلزم اب ''پرنٹ میڈیا'' کی حدود سے نکل کر ''الیکٹرانک میڈیا'' کی شکل اختیار کر چکی ہے ریڈیو جرنلزم، ٹیلی ویژن جرنلزم، آن لائن جرنلزم۔ صحافت ہی کی کئی شکلیں ہیں۔ صحافی کو قلم و قرطاس یا ٹائپنگ اور کمپوزنگ کی اتنی ہی ضرورت ہے۔ اچھی براڈ کاسٹ جرنلزم کیلئے بھی ''سکرپٹ'' تو لکھنا ہی پڑتا ہے۔

یہ پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہو چکی ہے۔ دنیا بھر میں ہر بڑی زبان میں اخبارات و رسائل شائع ہو رہے ہیں۔ بڑے اخبارات کی سرکولیشن تو لاکھوں میں ہے۔ امریکی اخبارات ہی کو لے لیں۔USA Today اور Wall Street Journal کی اشاعت اکیس اکیس لاکھ بتائی جاتی ہے۔ نیویارک ٹائمز کی سرکولیشن دس لاکھ ہے۔ اور پھر یہ سب اخبارات، دنیا بھر کے دوسرے اخبارات سمیت انٹرنیٹ پر دستیاب ہیں۔ ان میں روزنامہ الفضل ربوہ اور ہفت روزہ انٹرنیشنل (برطانیہ) بھی شامل ہیں۔

دنیا کے 200 ممالک کے اخبارات و رسائل کی مجموعی تعداد کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ غور فرمایئے اس پیشے سے کتنے لوگ وابستہ ہیں۔ اور کتنے وسائل خرچ کئے جا رہے ہیں اور لوگوں تک خبریں اور معلومات اور آراء پہنچانے کیلئے کتنا وقت اور توانائی خرچ کی جا رہی ہے اور دنیا بھر میں کتنے لوگ جرنلزم کے مختلف شعبوں کے نتائج سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ ان تمام اعداد و شمار کو جمع کرنا، ناممکنات میں سے ہے۔ مکّہ میں آیت کے نزول کے وقت' شہر کے خواندہ لوگوں کی تعداد کو انگلیوں پر گِنا جا سکتا تھا۔ وحی الٰہی کو لکھنے کیلئے کسی ہڈی، لکڑی، یا کھال کے ٹکڑے کو تلاش کرنا پڑتا تھا۔ رسول اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم پر لاکھوں درود اور سلام جس کے قلبِ مطہر پر ایسی عظیم الشان پیشگوئی نازل ہوئی!

خلاء کی تسخیر سے تعلق رکھنے والی پیش گوئیاں

نزولِ قرآن کے وقت' عرب، شرقِ اوسط کے دوسرے علاقوں کے لوگ اہلِ یونان کی طرح ٹالمی (Ptolemy) کے نظریہء کائنات کو مانتے تھے۔ یعنی زمین اس کائنات کا مرکز ہے۔ سورج، چاند، سیارے اور ستارے اس کے گرد گھوم رہے ہیں۔ یہی نظریہ صدیوں سے لوگوں کے ذہنوں پر مسلّط رہا حتّٰی کہ 1543ء میں پولینڈ کے ایک ماہر فلکیات کاپرنیکس (Copernicus) نے سائنسی دلائل سے اس کا بطلان واضح کر دیا۔ قرآن کریم نے کائنات کے حوالے سے صحیح حقائق واضح کئے نیز سورج چاند کے افعال وفوائد کا ذکر بھی کر دیا۔ مزید برآں کائنات اور خلا کی تسخیر کی پیشگوئی بھی کر دی۔

سورۃ التکویر کی آیت نمبر 12 میں یہ پیشگوئی موجود ہے۔ وَاِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتۡ (جب آسمان کی کھال اُتاری جائے گی)۔ اس آیت میں Space Exploration کی بات کی جارہی ہے۔ اسی طرح سورۃ الانشقاق کی آیت 4 کے درج ذیل الفاظ وَاِذَا الۡاَرۡضُ مُدَّتۡ (جب زمین پھیلا دی جائے گی) میں اہلِ زمین کے دوسرے سیاروں اور اجرام فلکی سے روابط قائم ہونے کی بات کی گئی ہے۔ جس کُرّہ ارض کے متعلق ٹالمی کا عقیدہ تھا کہ کائنات کا مرکز ہے اور سورج چاند اور سیارے ستارے سب اس کا طواف کر رہے ہیں۔ قرآن مجید نے اس کے برعکس نظریہ پیش کیا کہ ایک وقت آنا مقدّر ہے جب زمین کی رسائی دوسرے اجرام فلکی تک ہو جائے گی اور سائنسی بنیاد پر تحقیق وتسخیر کا دائرہ وسیع ہو جائے گا۔

مندرجہ بالا آیت (سورۃ الانشقاق آیت 4) پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے درج ذیل نوٹ تحریر فرمایا ہے جو بڑا معنی خیز ہے:

''یعنی اس زمانہ میں یہ ثابت ہو جائے گا کہ بہت سے کُرّے جو بظاہر آسمان کے ساتھ وابستہ نظر آتے ہیں' وہ زمین کا حصہ ہیں جیسے چاند، مریخ وغیرہ۔ یہ سائنس کا انکشاف اس زمانے میں ہوا ہے۔ پہلے نہیں ہوا تھا۔ بلکہ مزید بات یہ ہے کہ ان کُرّوں کو زمین کا حصہ سمجھ کر بعض لوگ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ راکٹ کے ذریعے اُن تک پہنچ جائیں یا اُن کو بھی رہائش کے لحاظ سے زمین کا ہی ایک حصہ ثابت کر دیں۔ اگر یہ ہو جائے یا بعض لحاظ سے چاند اور دوسرے کُرّوں سے ایسے فائدے اُٹھائے جاسکیں جن سے زمین متمتع ہو تو اس کا مفہوم یہی ہوگا کہ زمین پھیل گئی'' (تفسیر صغیر صفحہ 813 ایڈیشن 1990)

حضورؓ نے یہ نوٹ 1957ء میں تحریر فرمایا۔ اس کے 12 سال بعد انسان چاند پر پہنچ گیا بلکہ 1969ء سے 1972ء کے درمیانی عرصے میں خلانورد چھ مرتبہ چاند پر اترے ہیں۔ اگرچہ انسان خود مریخ پر ابھی تک نہیں اترا مگر Mars Pathfinder کے ذریعے 1997ء میں وہاں ایک گاڑی اتارنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے مریخ کی سطح سے اہلِ زمین کو معلومات اور رنگ دار تصویریں بھجوائیں۔ یاد رہے کہ مریخ ہم سے تین کروڑ میل کے فاصلہ پر ہے۔ 2001ء سے اب تک کئی پروب مریخ کی طرف بھیجے جاچکے ہیں۔ قصہ مختصر مریخ کی ''کھال اتاری جارہی ہے''۔ سائنس دان اب مریخ کے ''پسینے'' یعنی پانی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں!!

علم فلکیات کے بہت سے ماہرین کا خیال ہے کہ آج سے 4.6 بلین سال قبل Big Bang کے نتیجے میں نظام شمسی اور کائنات کے دوسرے اجرام اور کہکشائیں معرضِ وجود میں آئیں۔ اس وقت سے کائنات روز افزوں وسعتوں سے ہمکنار ہو رہی ہے۔ اس سربستہ راز سے پردہ اُٹھانے کیلئے انسان بے چین ہے۔ سرن (سوئٹزرلینڈ) کے مقام پر واقع ایک عظیم الشان لیبارٹری میں ذرّات کو ٹکرا کر تجربات کئے جارہے ہیں۔ دوسری طرف سیاروں اور ستاروں کا مطالعہ کیا جارہا ہے۔ سورج کی تابکاری کا مطالعہ کرنے کیلئے اس سمت میں تحقیقی مشن اور پروب بھیجے گئے ہیں۔ دُمدار ستاروں کی چیر پھاڑ بھی مفید ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ یہ سب اُس وقت (4.6 بلین سال) سے یوسفِ بے کارواں کی مانند خلا میں گردش کر رہے ہیں۔

ہبل سپیس ٹیلی سکوپ (Hubble Space Telescope) کی کارکردگی نے تو ایک تہلکہ مچا دیا ہے۔ کائنات کی وسعت اور اس میں جو کچھ موجود ہے۔ اس کے ادراک سے قریب ہے کہ انسان دیوانہ ہو جائے۔ ہماری کہکشاں (Milky Way) کی وسعت ایک لاکھ نوری سال Light Year بتائی جاتی یعنی (100,000x365x24x60x60x186,000 میل) اس کے مقابلے پر ہمارے نظام شمسی کی وسعت فقط 0.001 نوری سال ہے۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ

فرمایئے۔National Geographic، دسمبر 2011ء صفحہ 118 اس صورتِ حال پر تو یہ شعر وارد ہوتا ہے ۔

بہت شور سُنتے تھے پہلو میں دل کا　　　جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

یادر ہے کہ چاند اور مریخ کے علاوہ نظام شمسی کے دوسرے سیاروں کے مطالبہ ومشاہدہ کیلئے بھی تحقیقی مشن اور پروب بھجوائے جا چکے ہیں۔1994ء میں چاند کا جائزہ لینے کیلئے Clementine Orbiter بھجوایا گیا۔اس میں چار کیمرے نصب کئے گئے، جن کی مدد سے ''چندا ماموں'' کی 2 ملین سے زائد تصاویر اتاری گئیں۔ اسی آربٹر کے لیزر نظام نے چاند کے پہاڑوں، صحراؤں، گڑھوں اور دیگر فیچرز کی اونچائی، گہرائی اور لمبائی چوڑائی کی پیمائش بھی کی۔اسی چیز کو قرآنی الفاظ میں ''کھال اُتارنا'' کہا گیا ہے۔تفصیلی مطالعہ کیلئے ملاحظہ فرمایئے۔ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا، جلد 13 ایڈیشن 2008ء صفحہ 795۔

آخر میں دُمدار ستاروں کے حوالے سے مختصر سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔دُمدار ستاروں کا ایک خوف سا لوگوں کے دلوں میں پایا جاتا ہے۔شیکسپیئر جیسے ذہین و فطین ڈرامہ نویس نے بھی لکھا ہے کہ دُمدار ستاروں کے نمودار ہونے پر بادشاہ اور شہزادے بھی سہم جاتے ہیں۔حالانکہ ان میں خوف کا کوئی عنصر موجود نہیں۔ 4.6 بلین سال قبل Big Bang کے وقت جب نظام شمسی بنا تو جو ملبہ اور کچرا بچ گیا وہ ''مرحوم'' سیارہ Pluto سے بھی دُور خلا میں بکھر گیا۔یہ ملبے کے گولے دُمدار ستارے کہلاتے ہیں۔یہ برف، گرد وغبار، پتھروں کنکروں سے بنے ہوئے ہیں۔یہ سورج کے گرد اپنے اپنے مدار میں گھومتے ہیں۔اور اُسی لحاظ سے زمین کے قریب سے گزرتے ہیں۔یہ قریب بھی ''لاکھوں'' میل ہوتا ہے۔چونکہ یہ بھی Big Bang کی یادگار ہیں، اس لئے کائنات کی پیدائش کو سمجھنے کے لئے یہ ایک مُفید حوالہ اور ذریعہ بن سکتے ہیں۔امریکی سائنس دانوں کو معلوم ہوا تھا کہ ایک دُمدار ستارہ Temple 1 جنوری 2005ء میں زمین کے قریب سے گزرے گا۔اس کے مرکز (Nucleus) کو چیر کر اندر سے دیکھ بھال کرنے کیلئے ایک پروب تیار کیا گیا۔ایک سال کی محنتِ شاقہ کے بعد عین وقت پر اس پروب نے اس دُمدار ستارے کا قلب وجگر چھید ڈالا۔ٹکرانے سے پہلے اس نے اہلِ زمین کو اس دُمدار ستارے کی تصویریں بھیجیں۔اور ایک اور طیارے کی مدد سے اس ٹکراؤ کی تصویریں بھی محفوظ کی گئیں۔معلوم ہوا کہ اس کا نیوکلیئس خشک گرد وغبار سے بنا ہوا تھا جسے کششِ ثقل نے جوڑا ہوا تھا!!

یہ سب کام مسلمان سائنس دانوں کے کرنے کے تھے۔اور کسی زمانے میں وہ کرتے رہے ہیں۔عہدِ حاضر میں محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب قدرت میں پائی جانے والی چار قوتوں میں توحید تلاش کرتے رہے۔انہوں نے مسلمان حکمرانوں کو اپنے اپنے ملکوں کے بجٹ میں، سائنسی تحقیق اور تکنیکی تعلیم کیلئے رقوم مختص کرنے کی اپیل کی۔علماء اور آئمہ مساجد کو مہینے میں جمعہ کا صرف ایک خطبہ قرآن کریم میں مذکور قوانین قدرت اور سائنسی حقائق کو موضوعِ سخن بنانے کے لئے وقف کرنے کی درخواست کی مگر کسی کے کان پر جُوں تک نہ رینگی۔لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے پاک کلام کا پاس ہے۔اُس نے ان پیشگوئیوں کو پورا کرنے کیلئے کفّار اور اغیار کو اس کام پر لگا دیا۔سبحان اللہ　　ع

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

(مضمون جاری ہے)

ملّت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

منشاد احمد نیّر

خدا تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ دین، دینِ اسلام کے احیاء اور نشاۃ ثانیہ کے لئے حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جری اللہ فی حلل الانبیاء بنا کر بھیجا۔ آپؑ کے آقا سیّد الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جہاں اُمّتِ مسلمہ کو آخری زمانہ میں مسیح ومہدی موعود کے آنے کی خوشخبری دی۔ وہاں یہ بھی ایک نشانی بیان فرمائی کہ وہ شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہوگی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار تائیدات اور نشانات سے راہِ ہُدیٰ سے بھٹکے ہوئے لوگوں کی رہنمائی فرمائی۔ ان نشانات میں پیشگوئی بابت حضرت مصلح موعودؓ کو تاریخِ اسلام اور احمدیت میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ خدا تعالیٰ سے اِذن پا کر 22 جنوری 1886ء کو حضرت مسیح موعودؑ نے سفر ہوشیار پور اختیار کیا اور 40 دن رات کی چِلّہ کشی کے بعد ایک پسرِ موعود کے آنے کی خوشخبری سنائی۔ آپ اپنے اشتہار میں اس عظیم المرتبت پیدا ہونے والے بیٹے سے متعلق کئی ایک نشانیوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔''

تاریخ احمدیت کے مطالعہ سے روزِ روشن کی طرح یہ بات عیاں ہے کہ آپ کا وجودِ بابرکت دینِ اسلام کے دفاع اور ترقی کی خاطر لحہ بہ لحہ وقف رہا۔ دینی ودنیاوی معاملات میں جماعت احمدیہ کی بھاگ ڈور سنبھالنے کے ساتھ ساتھ دیگر مسلمانوں کی بھی رہنمائی فرمائی۔

پیشگوئی کے مذکورہ بالا الفاظ میں ''سخت ذہین وفہیم'' ہونے کا نشان ہمیں حضرت مصلح موعودؓ کے بچپن ہی سے ملتا ہے۔ ایک دفعہ قریباً 9 سال کی عمر میں آپ ایک لڑکے کے ساتھ کھیل رہے تھے دورانِ کھیل ایک کتاب کھولی تو اس کے اندر لکھا ملا کہ جبرائیلؑ اب نازل نہیں ہوتے۔ آپ نے کہا کہ یہ غلط ہے کیونکہ میرے ابا پر تو آج بھی نازل ہوتے ہیں۔ آہستہ آہستہ جب دونوں بچوں کے درمیان اس بات نے طول پکڑا تو معاملہ کے فیصلہ کیلئے دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس چلے گئے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ''یہ بات غلط ہے جبرائیل اب بھی آتا ہے۔'' اس واقعہ سے حضرت مصلح موعودؓ کے مذہبی رجحان اور ذہین وفہیم ہونے کا پتہ چلتا ہے مزید برآں حضرت مصلح موعودؓ کا وہ قابل رشک اور تاریخ ساز عہد توکل علی اللہ اور فہم وفراست کا ایک خود منہ بولتا ثبوت ہے۔ جو آپ نے وصال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت ان کے سرہانے کھڑے ہو کر باندھا اس وقت آپ کی عمر صرف 19 سال تھی۔ وہ عہد یہ تھا کہ ''اگر سارے لوگ بھی آپ کو چھوڑ دیں گے اور میں اکیلا رہ جاؤں گا تو میں اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا اور کسی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہیں کروں گا۔''

یہ عہد کوئی وقتی جوش یا جذبات غم سے مغلوب ہو کر نہیں باندھا گیا تھا بلکہ زندگی کے آخری لمحات تک معاندین کا علمی وعقلی میدان میں ڈٹ کر مقابلہ بھی کیا اور ظاہری وباطنی ہر دولحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند ہونے کا ثبوت بھی دیا۔ حضرت مصلح موعودؓ کا دنیاوی تعلیم کے حصول کی طرف رجحان بہت کم تھا جبکہ قرآن کریم کے مطالعہ اور اس میں پوشیدہ اسرار ورموز پر کثیر وقت صرف ہوتا۔ حضرت حکیم الامت مولوی نور الدین بھیرویؓ خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی شاگردی میں کچھ عرصہ قرآن کریم کا علم حاصل کیا۔ خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی رہنمائی حضرت مصلح موعودؓ کے ہمیشہ شامل حال رہی یہاں تک کہ 25 سال کی عمر میں ہی اللہ تعالیٰ کے اِذن اور تائید سے خلافت کے منصب پر فائز فرمائے گئے۔ اس عظیم ذمہ داری کو سنبھالتے ہی بعض حلقوں میں چہ مگوئیاں ہونے لگیں کہ ایک کم عمر، ناتجربہ کار اور معمولی دنیاوی تعلیم کا حامل نوجوان کیسے ایک جماعت کو سنبھال سکے گا اور کیونکر تعلیم وتربیت کے میدان میں ایک کامیاب رہنما اور خلیفہ ثابت ہوگا۔ ایسے تمام کم نظر اور سازشی عناصر فی الحقیقت اس سنّتِ الٰہی سے نابلد ہیں۔ جو ازل سے وہ اپنے رسولوں اور اولیاء اللہ سے جاری رکھے ہوئے ہے۔ چنانچہ ایسے تمام فتنہ پرور لوگ جلد ہی اپنا سا مُنہ لے کر رہ گئے جب خدا تعالیٰ کی رہنمائی سے جماعت فعال اور متحرک ہونے لگی۔ اسلام کی ترقی اور اشاعت کیلئے منظم اور دُور رَس نتائج کی حامل تحریکات جاری وساری ہونے لگیں نیز اداروں کی تشکیل، اخبارات ورسائل کا اجراء، مجلس شوریٰ کا قیام اور مبلغین کی تیاری کا آغاز ہوا۔ الغرض منصبِ خلافت پر فائز ہوتے ہی یہ ایک بظاہر کم عمر اور دنیوی تعلیم سے محروم نوجوان ایسی خدمتِ اسلام اور خدمتِ قرآن کیلئے چُنا گیا کہ جس پر صدیوں تک رشک کیا جائے گا۔

جماعت کی تاریخ میں آپ کا 52 سالہ دورِ خلافت اسلام کی تاریخ کا سنہرا اور ناقابلِ فراموش باب ہے۔ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ کی پیدائش سے قبل ہی پیشگوئی مصلح موعودؓ میں اشارہ کر دیا تھا بلاشبہ یہ اعزاز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا ثمرہ تھا۔ چنانچہ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

''میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے کبھی انسان سے خلافت کی تمنا نہیں کی اور یہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے بھی کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ وہ مجھے خلیفہ بنادے۔ یہ اس کا اپنا فعل ہے یہ میری درخواست نہ تھی۔'' نیز فرمایا'' گو میں حیران ہوں کہ میرے جیسا نالائق انسان اُسے کیونکر پسند آ گیا لیکن جو کچھ بھی ہو اُس نے مجھے پسند کر لیا اور اب کوئی انسان اس کُرتہ کو نہیں اُتار سکتا جو اُس نے مجھے پہنایا ہے۔ سیّدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا وجود بعثت اسلام کی خاطر ایک انمول اور قابل رشک تحفہ تھا، جو اللہ تعالیٰ کے فضل اور مسیح موعود علیہ السلام کی تضرعات کے طفیل عطا کیا گیا۔ آپ کی طبیعت میں بچپن ہی سے دعاؤں اور تعلق باللہ کی طرف میلان تھا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ:

''میں چھوٹی عمر سے بھی ایسی دعائیں کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو۔''

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ جو آپ کے اساتذہ میں سے بھی تھے۔ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ مجھے یاد ہے جب آپ کی عمر دس سال کے قریب ہوگی۔ آپ مسجد اقصیٰ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ نماز میں کھڑے تھے اور پھر سجدہ میں بہت رو رہے تھے۔ بچپن سے ہی آپ کو فطرۃ اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ خاص تعلق محبت تھا''۔ اس ضمن میں حضرت حکیم الامت مولوی نورالدین صاحب بھیرویؓ کے اُس قول کا بھی اعادہ ضروری سمجھتا ہوں جس میں آپ نے جماعت کو حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ کی مثال دے کر فرمایا کہ تم میں سے کسی کو بھی خلافت کا ویسا مطیع اور فرمانبردار نہیں دیکھتا جیسا مرزا محمود ہے۔''

حضرت مصلح موعودؓ کے ذہین وفہیم ہونے کی جھلک آپ کی تقاریر اور خطبات سے بھی عیاں ہے۔ محبتِ الٰہی اور علمی معارف سے معمور نکات حاضرین وسامعین کیلئے ایسے پُر کشش اور باعثِ حیرت ہوتے کہ گھنٹوں گزرنے کے باوجود بھی کسی کو تھکان یا اُکتاہٹ کا احساس نہ ہوتا۔ آپؓ کی ایک تقریر بعنوان انوار خلافت کا دیکھنے اور سُننے والے نے اِن الفاظ میں اظہار کیا کہ ہزاروں کا مجمع بلک بلک کر رو رہا تھا اور فرشِ زمین کی یہ گریہ وزاری عرشِ بریں کے کنگرے ہلا رہی تھی۔ یہ تقریر جو بعد میں انوارِ خلافت کے نام سے چھپ چکی ہے اس لائق ہے کہ نسلاً بعد نسلٍ اس کی اشاعت ہوتی رہے اور ہر آنے والی نوجوان نسل اس کے مضمون سے باخبر ہو کر آنے والے فتنوں سے متنبّہ رہے اور ان سے مقابلہ کرنے کی اہل ثابت ہو۔

ایک اور موقع پر جب ایک دہریہ نے آپ کی تصنیف تحفۃ الملوک پڑھی تو اُس نے کہا'' یہ شخص اس طاقت اور قوت کا معلوم ہوتا ہے کہ جس پر کوئی بھی انسان غالب نہ آسکے گا۔''

قرآن کریم کو یاد کرنا ہمارے حافظہ کو جلا بخشتا ہے جبکہ اس کے حقائق ومعارف پر غور کرنے سے انسانی فہم وفراست اور بصیرت بڑھتی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی قرآن کریم سے محبت اور لگاؤ فطرتاً تھا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے براہِ راست اپنے فضل اور رہنمائی سے نورٌ علیٰ نور کر دیا۔ چنانچہ آپ کی تمام تحریر وتقاریر ہمیشہ قرآن کی رہنمائی اور اتباع کا نتیجہ ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

''خدا نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلیم کے لئے بھجوایا اور مجھے قرآن کے اُن مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی انسان کے واہمہ اور گمان میں بھی نہیں ہیں۔''

خدمتِ قرآن کے حوالہ سے تفسیرِ صغیر وتفسیر کبیر کی اشاعت ایک ایسا تائید ونصرت کا نشان اور بے نظیر کارنامہ ہے کہ نہ صرف احباب جماعت بلکہ غیر از جماعت دوست بھی ان سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ جابجا متفرق آیات کی روشنی میں آپ کی وُسعت نظر، فہم اور حسنِ استدلال کی داد دیئے بغیر انسان نہیں رہ سکتا۔ مولانا ظفر علی خان نے لوگوں کو ان الفاظ میں انتباہ کیا کہ'' کان کھول کر سُن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا دھرا ہے۔''

اسی طرح جب ایک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک غیر احمدی دوست کو تفسیر صغیر کا تحفہ بھجوایا۔ تو اُس نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

''اس تفسیر پاک کے مطالعہ سے قبل میں قرآنِ پاک کو انسانی دسترس سے ماوراء کوئی شے سمجھتا تھا گویا اس کی تعلیمات پاک تو فقر زبان سے صرف وِرد کی ہی خاطر ہیں اور علمی لحاظ سے انسانی فہم وتفہیم اور تگ ودَو سے یکسر باہر ہے لیکن اس تفسیر صغیر کے مطالعہ سے مجھے سب سے بڑا احساس یہ ہوا کہ قرآن حکیم ہی کرۂ ارض پر خیر وشکر کے لامتناہی جھمیلوں میں پھنسنے والے انسانوں کے لئے ایک کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس فرزند ارجمند کو قرآن کریم کے علم کے ساتھ ساتھ دیگر علوم پر بھی دسترس بخشی ابھی جبکہ آپ 25 سال کی عمر کے تھے تو ایک مسیحی دوست مذہبی تبادلہ کی غرض سے

قادیان آ کر ٹھہرے انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار نمائندہ الفضل سے ان الفاظ میں کیا۔

''میرا تجربہ 25 سال کا ہے اور اس شخص (حضرت مصلح موعودؓ) کی عمر 25 سال ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ مسیحی مذہب کا علم ان کو مجھ سے زیادہ ہے۔ میں نے بہت وعظ اور تقاریر سُنی ہیں مگر یہ حالت نہیں دیکھی۔ یہ تو خداداد قابلیت ہے۔''

(الفضل 21مارچ1915ء)

واٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم کی مصداق جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں سیدنا مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ خلیفۃ المسیح کے ساتھ مصلح موعود کا مقام بھی رکھتے ہیں۔ جنہوں نے مسیح محمدی کی امت کی رہنمائی اور سرپرستی کے ساتھ ساتھ زمانہ کی اصلاح کا بھی بیڑہ اُٹھایا۔ ہر ایک محاذ پر خواہ وہ مذہبی ہو یا سیاسی علمی ہو یا عملی، آپ کی خدمات اور ہدایات کو کوئی ذی روح فراموش نہیں کرسکتا۔ آپ کے اندر جہاں خود اپنی علمی و عملی قابلیت کو پروان چڑھانے کی صلاحیت موجود تھی وہاں ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ آپ ایک وقت میں کئی ایک مسائل و معاملات کو سلجھانے کی صلاحیت بھی رکھتے تھے۔ اشاعتِ اسلام اور احمدیت کی خاطر جب آپ جماعت میں ذیلی تنظیموں کا قیام اور مبلغین سلسلہ کے پھیلاؤ کو اپنا مطمح نظر رکھے ہوئے تھے تو اس کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ کی ایسی تمام ناپاک تحریکات اور عزائم کی نشاندہی بھی فرما رہے تھے جو قرآن کریم کی بنیادی تعلیمات سے منحرف اور اسلام کو نابود کرنے کی خاطر کئے جا رہے تھے۔ چنانچہ جب آریہ سماج نے شدھی کی تحریک شروع کی تو مسلمان بھی کم علمی کے سبب سے متاثر ہو کر ان کے ساتھ شامل ہونا شروع ہوگئے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس تحریک کے خاتمہ کے لئے بے حد عملی کوششیں کیں۔ ایک موقع پر جماعت کو فرمایا کہ ''میرا اندازہ ہے کہ اس وقت میری جماعت کی کل جائیداد کی قیمت کا اندازہ 2 کروڑ روپیہ کے قریب ہوگا۔ میری جماعت یہ سب املاک وجائیداد اس تحریک شُدھی کے خلاف قربان کرنے سے دریغ نہ کرے''

(بحوالہ شیخ محمد احمد صاحب مظہر، مجلس مشاورت 1923ء)

اسی طرح سیاسی محاذ پر قیامِ پاکستان اور مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے جماعت کی خدمات تاریخ کا حصہ ہیں۔ نیز دفاعِ وطن کی خاطر فرقان بٹالین کا قیام اور متعدد جاں نثار احمدی فوجیوں کی شہادت بھی اس امر پر مہر ثبت کرتے رہے کہ حضرت مصلح موعودؓ بلاتفریق و امتیاز امت مسلمہ کی ہر میدان میں بطور سپہ سالار خدمات بجالانے والی شخصیت تھے۔

امام وقت اور مسیح الزّماں علیہ السلام کی ذُرّیت سے تعلق رکھنے والے اس فرزندِ موعود نے اسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کیلئے سلسلہ احمدیہ کو بہت وسعت دی۔ دُنیا کے مختلف ممالک میں مبلغین بھجوانے اور مراکز قائم کرنے کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اسی ضمن میں دو مبارک اور الٰہی تحاریک تحریک جدید و وقف جدید کا اجراء فرما کر مالی تقاضوں کو پورا کیا۔ مزید برآں خدمتِ خلق کے مراکز بھی قائم ہونا شروع ہوئے۔ آپ کے دورِ خلافت میں قریباً 46 ممالک میں جماعت کا پودا لگ چکا تھا جو اب 200 ممالک تک جا پہنچا ہے۔ آپ کا خواب صرف آپ کے پیشِ نظر رہا بلکہ اپنی جسمانی اولاد کو جماعت کے سامنے بطور نمونہ رکھتے ہوئے فرمایا

''میرے 13 لڑکے ہیں اور سب دین کیلئے وقف ہیں''

آج اگر ہم جماعت احمدیہ کی وسعت اور خدمت اسلام کے میدان میں ترقی پر نظر دوڑائیں تو فی الحقیقت ان کا پودا حضرت مصلح موعودؓ کی فہم وفراست اور گہری بصیرت کا آئینہ دار ہے۔ انوار العلوم کے نام سے آپ کی قریباً 225 کتب و رسائل کی اشاعت جاری ہے جس کو پڑھ کر دل بے اختیار کہہ اُٹھتا ہے پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام حرف بہ حرف پوری ہوئی جو خداتعالیٰ سے الہام پا کر اس فرزند ارجمند سے متعلق دنیا کے سامنے پیش فرمائی۔ لاریب آپ کی ذہانت وفراست نہ صرف ماضی بلکہ حال اور مستقبل میں بھی کارفرما ہے اور اس کی ایک جھلک مندرجہ ذیل اقتباس سے بھی عیاں ہے جس میں آپ نے جماعت احمدیہ کے افراد کو بطور تلقین فرمایا کہ:

پھیل جاؤ دنیا میں۔ پھیل جاؤ مشرق میں، پھیل جاؤ مغرب میں، پھیل جاؤ شمال میں، پھیل جاؤ جنوب میں، پھیل جاؤ یورپ میں، پھیل جاؤ امریکہ میں، پھیل جاؤ افریقہ میں، پھیل جاؤ جزائر میں، پھیل جاؤ چین میں، جاپان میں پھیل جاؤ دنیا کے کونے کونے میں یہاں تک کہ دنیا کا کوئی گوشہ دنیا کا کوئی ملک دنیا کا کوئی علاقہ ایسا نہ ہو جہاں تم نہ ہو۔ تم جہاں جاؤ اپنی عزت کے ساتھ سلسلہ کی عزت قائم کرو۔ جہاں پھر وا پنی ترقی کے ساتھ سلسلہ کی ترقی کا موجب بنو''

حضرت مصلح موعودؓ کا یہ فرمان ظاہر کرتا ہے کہ جماعت کی ظاہری عزت اور مرتبت کے ساتھ ساتھ سلسلہء اسلام واحمدیت کی دُنیا کے ہر کونے تک اشاعت ہمیشہ آپ کے مقصودِ نظر رہی۔ آپ کی تحریکات اور نظامِ نو کی بنیاد کے طفیل آج خدا کے فضل سے جماعت ہر لحظہ ترقی کی جانب گامزن ہے۔ اپنی ذہانت وفہم کو ہمیشہ اپنے اللہ تعالیٰ کی منشاء کے تابع پروان چڑھایا۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ کے اس فقرہ سے اظہار ہوتا ہے کہ ع

عقل اندھی ہے اگر نیّرِ الہام نہ ہو

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح موعود کی مقبول دعائیں، بابرکت دُوررس نتائج کی حامل ہدایات وتحریکات جماعتِ احمدیہ کا سرمایہ اور تاریخ اسلام کا سنہرا باب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ملّت کے اس فدائی پر رحمت فرمائے اور آپ کی دعاؤں کا ہمیں حقیقی وارث بنائے، آمین۔

اولوالعزم حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا دعوت الی اللہ کے لئے جوش اور جذبہ وحکمت عملی

سید شمشاد احمد ناصر لاس اینجلس امریکہ

خدا تعالیٰ کے فرستادوں، مرسلین اور انبیاء کا کام بھولی بھٹکی مخلوق کو خدا تعالیٰ کی طرف لانا۔ اور ان کے اندر اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کا پیوند اور رشتہ جوڑنا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے غار حرا سے نکل کر سب سے پہلے یہی پیغام لوگوں کو دیا جس سے وہاں کے لوگوں نے آپ کی شدید مخالفت و مزاحمت کی مگر آپ نے مخالفتوں کی پرواہ کئے بغیر اس پیغام کو لوگوں تک پہنچانے اور پھر ان کے اندر محبت الٰہی، اطاعت الٰہی اور تقویٰ پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جس کے نتیجہ میں اسلام تمام عرب میں پھیل گیا۔ آنحضرت ﷺ نے آخری زمانے سے متعلق یہ پیشگوئی بھی فرمائی تھی کہ جب مادیت و دہریت کا دور دورہ ہو جائے گا اور لوگ دنیا داری کو اہمیت دینے لگیں گے ظلم و بربریت پھیل جائے گی۔ انصاف وعدل معدوم ہو جائے گا۔ مذہبی کتب پر صرف ایمان کی حد تک ہی دارومدار ہوگا۔ عمل سے بے بہرہ ہو جائیں گے۔ اخلاق کا دیوالیہ نکل جائے گا۔ روحانیت نام کی کوئی چیز نہ رہے گی امانت و دیانت کا فقدان ہو جائے گا ان حالات میں اللہ تعالیٰ مسیح کی آمد ثانی اور امام مہدی کو مبعوث فرمائیں گے۔ چنانچہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو اس مشن کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آپ اپنے آنے کی غرض یوں بیان فرماتے ہیں:

’خدا تعالیٰ نے اس زمانے کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے تا کہ وہ دوبارہ دُنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے‘

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ 251)

پھر فرماتے ہیں:

’وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اسکی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اسکو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں‘

(لیکچر لاہور صفحہ47)

پھر فرماتے ہیں:

’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے‘

آنحضرت ﷺ نے جہاں مسیح کے آمد ثانی کی خبر دی وہاں یہ بھی پیشگوئی فرمائی کہ وہ مسیح شادی کریگا اور اس کے ہاں اولاد ہوگی چنانچہ اس خبر کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاں حضرت مصلح موعودؓ کی ولادت ہوئی۔ جن کے بارے میں الہام میں یہ بات پہلے سے ہی بتادی گئی کہ ’جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا‘

اس وقت اس مختصر مضمون میں خاکسار چند ایسے واقعات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے جن سے آپ کے دعوت الی اللہ کے جذبے، شوق اور جوش کے بارے میں روشنی پڑتی ہے کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو آگے سے آگے لے جانے کی کسقدر خواہش تھی تا کہ لوگ توحید کی طرف کھنچے چلے آئیں۔ تا کہ لوگوں کے اندر اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو اور دین واحد کا غلبہ سب ملتوں پر ہو جائے۔ یہ واقعات زیادہ تر خاکسار نے سوانح فضلِ عمر کی جلدوں میں سے اکٹھے کئے ہیں اسلئے ان واقعات کو من وعن نقل کیا جاتا ہے:

نوجوانی کی عمر میں دین واحد کے غلبہ سے متعلق آپ کی دعا

حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظ رضی اللہ عنہ جو ایک نو مسلم تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام میں داخل ہوئے تھے اور اخلاص اور ایمان میں ایسی ترقی کی کہ نہایت عابد و زاہد اور صاحب کشف والہام بزرگوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ:

'ایک دفعہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ آج کی رات مسجد مبارک میں گزاروں گا اور تنہائی میں اپنے مولا سے جو چاہوں گا مانگوں گا۔ مگر جب میں مسجد میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص سجدے میں پڑا ہوا ہے اور الحاح سے دعا کر رہا ہے۔ اس کے اس الحاح کی وجہ سے میں نماز بھی نہ پڑھ سکا۔ اور اس شخص کی دعا کا اثر مجھ پر بھی طاری ہو گیا۔ اور میں بھی دعا میں محو ہو گیا، اور میں نے دعا کی کہ یا الٰہی! یہ شخص تیرے حضور سے جو کچھ بھی مانگ رہا ہے وہ اس کو دے دے اور میں کھڑا کھڑا تھک گیا کہ یہ شخص سر اٹھائے تو معلوم کروں کہ کون ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے پہلے وہ کتنی دیر سے آئے ہوئے تھے مگر جب آپ نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ میں نے السلام علیکم کہا اور مصافحہ کیا اور پوچھا میاں! آج اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ لے لیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی! مجھے میری آنکھوں سے اسلام کو زندہ کر کے دکھا اور یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے'

(الفضل 16 فروری 1968ء)

اسلام کی فتح کا دن دیکھنے کی یہ بے قرار تمنا جو اس نوعمری میں آپ کے دل میں پیدا ہوئی نوعمری ہی میں پھل بھی لانے لگی۔

دعاؤں کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنی زندگی کا مقصد بھی یہی قرار دیا کہ دین اسلام اور دین واحد کے بارے میں جسقدر لوگ کوششیں کرتے ہیں ان میں سب سے زیادہ موثر کوشش اور پھل لانے والی کوشش آپ ہی کی ہو۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

'جہاں تک میں نے غور کیا ہے میں نہیں جانتا کیوں بچپن ہی سے میری طبیعت میں تبلیغ کا شوق رہا ہے اور تبلیغ سے ایسا انس رہا ہے کہ میں سمجھ ہی نہیں سکتا۔ میں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دعائیں کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو، میں اپنی اس خواہش کے زمانہ سے واقف نہیں کہ کب سے ہے میں۔۔۔ دعائیں کرتا تھا کہ اسلام کا جو کام ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو پھر اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں اسلام کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں'

(منصب خلافت صفحہ 22)

حضرت مصلح موعودؓ نے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے ساتھ سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اس اہم نیک مقصد کی طرف توجہ دی اور جماعت احمدیہ کے افراد میں دعوت الی اللہ اور توحید الٰہی کے پیغام کو نہ صرف اپنوں تک بلکہ غیروں تک نہ صرف اپنے ہی ملک میں بلکہ یورپ، افریقہ، امریکہ، ایشیاء کے دیگر ممالک کے لوگوں تک اس پیغام کو پہنچانے کے لئے ایک نئی روح پھونک دی اور اس کام کے لئے آپ نے دعاؤں سے کام لیا۔ جلسے منعقد کئے۔ مباحثے، تقاریر اور ہر طریق سے دعوت الی اللہ کی مہم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے کوششیں کیں۔ اس اہم فریضہ کی ذمہ داری کی ادائیگی کی طرف آپ نے یورپ کا سفر بھی اختیار فرمایا۔ اس سفر پر آمادگی کا اظہار کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:

'۔۔۔ساری دنیا کو اسلام کے حلقہ میں لانا ہمارا فرض ہے اسلئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے متعلق ہم ایک مکمل نظام تجویز کریں۔۔۔ مغربی ممالک میں تبلیغ کے کام کو اگر ہم نے جاری رکھنا ہے اور اگر اس پر جو روپیہ خرچ ہوتا ہے اسکی خدا تعالیٰ کو جواب دہی سے عہدہ برآ ہونا ہے تو ضروری ہے کہ خود خلیفہء وقت ان علاقوں میں جا کر ان کی مشکلات کو دیکھے اور وہاں کے ہر طبقہ کے لوگوں سے مشورہ کر کے ایک سکیم تجویز کرے۔۔۔ ان ضروریات کو مدنظر رکھ کر میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مذہبی کانفرنس کی تحریک کو ایک خدائی تحریک سمجھ کر اس وقت باوجود مشکلات کے اس سفر کو اختیار کروں، مذہبی کانفرنس میں شمولیت کی غرض سے نہیں بلکہ مغربی ممالک کی تبلیغ کے لئے کیوں کہ وہ ممالک ہی اسلام کے راستہ میں ایک دیوار ہیں جس دیوار کا توڑنا ہمارا مقدم فرض ہے'

(الفضل 24 جون 1924ء بحوالہ سوانح فضل عمر جلد سوم صفحہ 57)

تبلیغ کے میدان میں خصوصیت کے ساتھ جب آپ نے سفر یورپ اختیار فرمایا تو اس موقعہ پر ذمہ داریوں اور اس فریضہ کی ادائیگی میں مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے 27 جولائی 1924ء کو ایک مکتوب رقم فرمایا جس میں آپ نے یورپ میں اسلام کے پھیلنے کے یقین کا اظہار کرتے ہوئے بڑے پرشوکت الفاظ میں یوں انتباہ فرمایا:

'ہمارا فرض ہے کہ اس مصیبت کے آنے سے پہلے اس کا علاج سوچیں اور یورپ کی تبلیغ کیلئے ہر قدم جو اٹھائیں اس کے متعلق پہلے غور کر لیں اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہاں کے حالات کا عینی علم حاصل نہ ہو پس اسی وجہ سے باوجود صحت کی کمزوری کے میں نے اس سفر کو اختیار کیا ہے اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ اس علم سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کروں گا۔

اگر میں اس جدوجہد میں مر گیا تو اے قوم میں ایک نذیر عریاں کی طرح تجھے متنبہ کرتا ہوں کہ اس مصیبت کو کبھی نہ بھولنا۔ اسلام کی شکل کو کبھی نہ بدلنے دینا جس خدا نے مسیح موعود کو بھیجا ہے وہ ضرور کوئی راستہ نجات کا نکال دے گا۔ پس کوشش نہ چھوڑنا۔ نہ چھوڑنا۔ نہ چھوڑنا۔ آہ نہ چھوڑنا۔

میں کس طرح تم کو یقین دلاؤں کہ اسلام کا ہر اک حکم نا قابلِ تبدیل ہے خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا۔ جو اس کو بدلتا ہے وہ اسلام کا دشمن ہے وہ اسلام کی تباہی کی پہلی بنیاد رکھتا ہے کاش وہ پیدا نہ ہوتا۔ یورپ سب سے بڑا دشمن اسلام کا ہے۔

وہ مانے نہ مانے تمہاری کوشش کا کوئی اثر ہو یا نہ ہو تم کو اسے نہیں چھوڑنا چاہئے اگر تم دشمن پر فتح نہیں پا سکتے تو تمہارا یہ فرض ضرور ہے کہ اس کی نقل وحرکت کو دیکھتے رہو۔ یورپ کے لئے تو اسلام قبول کرنا مقدر ہو چکا ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم دیکھیں کہ وہ ایسی صورت سے اسلام کو قبول کرے کہ اسلام ہی کو نہ بدل دے'

(الفضل 16اگست 1924ء)

آپ کی اس فکر انگیز انتباہ اور ہدایت پر خدا تعالیٰ کے فضل سے یورپ کے تمام ممالک میں اس وقت تبلیغی مراکز اور مشن ہاؤسز قائم ہیں جہاں واقفینِ زندگی اور داعین الی اللہ کے ذریعہ اسلام و احمدیت کا پیغام سب تک پہنچایا جا رہا ہے اور خلافت احمدیہ کے زیرِ سایہ اس مشن کو آگے سے آگے بڑھایا جا رہا ہے نیز اس مکتوب میں کہی گئی ہدایتوں پر عمل کیا جا رہا ہے۔

تحفۃ الملوک حضرت مصلح موعودؓ نے نہ صرف تقریروں اور علمی مجالس کے ذریعہ احمدیت کا پیغام اور دعوت الی اللہ کی بلکہ آپ نے اس غرض کے لئے بعض خاص کتب بھی تحریر فرمائیں اور وہ کتب امراء، اور حکومتوں کے سربراہوں کو بھی بھجوا کر اس حق کو ادا کیا۔ ان میں ایک اہم کتاب دعوۃ الامیر ہے جو والیٔ افغانستان کو بھجوائی گئی۔ اور ایک تحفۃ الملوک ہے۔

تحفۃ الملوک خلافت کے ابتدائی مہینوں مئی جون 1914ء میں تصنیف فرمائی جو شاہِ دکن کو مخاطب کر کے لکھی گئی تھی اور اس میں بڑے دلکش انداز میں انہیں احمدیت قبول کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ اس کتاب کا مسودہ تیار ہونے پر حضورؓ نے احبابِ قادیان کو ایک جلسہ میں بعد نماز عصر اسے خود پڑھ کر سنایا۔

کتاب شائع ہونے پر اعلیٰ حضرت نظام دکن کے علاوہ دیگر اربابِ حکومت کو بھی یہ کتاب بھجوائی گئی اس کے مطالعہ کے نتیجہ میں بکثرت احباب احمدیت کی طرف مائل ہوئے بالخصوص دکن کی ایک بہت (اہم) شخصیت کو اس کے ذریعہ قبول حق کی توفیق ملی۔ ہماری مراد حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سے ہے جو اسماعیلی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے اور دکن کے ایک بڑے ہی متمول اور صاحب حیثیت گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔۔۔ سیٹھ صاحب کا علم وفضل آپ کی دلکش صورت اور فرشتہ سیرت دیگر اوصافِ حمیدہ اس علاقہ میں احمدیت کے لئے بڑی کشش کا موجب بنے۔ اور متعدد دوسرے دوستوں کو آپ کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ لیکن آپ کی تبلیغی کوششوں کی حد شخصی تعلقات تک ہی نہ تھی، آپ نے اپنی دولت کا بیشتر حصہ تبلیغِ احمدیت کے لئے وقف کر دیا اور بکثرت اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعہ سے ہندوستان کے طول وعرض میں حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام پہنچایا اور آپ کے شائع کردہ لٹریچر کے اثر سے دوروزنزدیک کی بہت سی سعید روحیں قادیان کی طرف کھنچی چلی آئیں۔

حضرت مصلح موعود کی یہ کتاب جس کا ذکر ہوا ہے یعنی تحفۃ الملوک۔ پرزور دلائل کی بناء پر دین داروں پر ہی نہیں بے دینوں پر بھی اثر انداز ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ چنانچہ ایک دوست ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب اپنے ایک دہریہ شناس پر اس کتاب کے اثر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

'ایک دہریہ نے حضور کا تحفۃ الملوک پڑھا، کہتا تھا کہ یہ شخص اس طاقت اور قوت کا معلوم ہوتا ہے کہ جس پر کوئی بھی انسان غالب نہیں آ سکے گا'۔ پھر اس نے 'القول الفصل' پڑھ کر بھی رائے قائم کی کہ 'یہ ایک عجیب ہی شان کا انسان معلوم ہوتا ہے جس کے کلام میں بچپن یا جوشِ شباب یا ناتجربہ کاری یا پست ہمتی کا شائبہ تک نہیں بلکہ بہت بڑے دماغ اور عجیب شان کا انسان ہے جس کے کلام میں قوت عظمت اور جلال کی روح پائی جاتی ہے'

(الفضل 21مارچ 1915ء ماخوذاز سوانح فضل عمر جلد دوم صفحہ 42.43)

احمدیت یعنی حقیقی اسلام

ویمبلے مذہبی کانفرنس میں اسلام کی برتری وحقانیت کے متعلق حضور نے جو معرکۃ الآراء مضمون تیار فرمایا وہ "AHMADIYYAT OR TRUE ISLAM" (احمدیت یعنی حقیقی اسلام) کے نام سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اس مضمون میں اسلام کی بنیادی تعلیمات ان کی حکمت وفلسفہ بڑے دلنشین انداز اور مدلل طریق پر بیان کیا گیا ہے۔

ایک مشہور فرانسیسی عالم جو مذاہب کے تقابلی مطالعہ میں بہت مہارت رکھتے تھے۔ یہ مضمون سن کر بے ساختہ کہنے لگے۔

"WELL PUT, WELL ARRANGED, WELL DEALT"

یعنی خوب بیان کیا گیا، خوب ترتیب دیا گیا اور خوب پیش کیا گیا۔

اکثر حاضرین کی زبان پر تھا کہ

" RARE ADDRESS, ONE CANNOT HEAR SUCH ADDRESSES EVERY DAY"

'ایک نادر خطاب۔ ایسے اچھوتے مضامین ہر روز سننے میں نہیں آتے'۔

بعض تبصرہ کرنے والوں نے کہا کہ یہ اس زمانے کا لُوتھر (مصلح) معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ

یہ موقعہ احمدیوں کے لئے ایک ٹرننگ پوائنٹ ہے'
حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

'چند سال ہوئے فرانس کی رائل ایشیاء ٹک سوسائٹی نے جو بہت وقیع سوسائٹی ہے اور جس کی ممبر شپ کا اظہار لوگ فخریہ طور پر اپنے ناموں کے ساتھ کرتے ہیں۔ میری کتاب احمدیت کا حوالہ دے کر اسلام کے متعلق ایک مضمون لکھا اور میری کتاب کے متعلق لکھا کہ اسلام کے متعلق وہ تصنیف اہم ترین ہے'
(سوانح فضلِ عمر جلد سوم صفحہ 73-80)

یہ مضمون ویمبلے کانفرنس میں آپ کی موجودگی میں حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے پڑھا تھا۔ برطانوی پریس میں اس کا خاصا چرچا ہوا ایک اخبار نے لکھا:

'آپ نے اپنے مضمون کو جس میں زیادہ تر اسلام کی حمایت اور تائید تھی ایک پرجوش اپیل کے ساتھ ختم کیا جس میں انہوں نے حاضرین کو اس نئے مسیح.... کے قبول کرنے کے لئے مدعو کیا تھا اس بات کا بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ اس پرچہ کے بعد جس قدر تحسین وخوشنودی کا چیئرز (CHEERS) کے ذریعہ اظہار کیا گیا اس سے پہلے کسی پرچہ پر ایسا نہیں کیا گیا'
(مانچسٹر گاڈین 24 ستمبر 1924ء، الفضل 18 نومبر 1924ء)

پوپ کا ملاقات سے گریز

اس یادگار سفر میں مقتدر مذہبی شخصیت پوپ کو اسلام کی پرکشش وحسین تعلیم سے آگاہ کرنے کی کوشش بھی کی گئی۔ پوپ نے اس شاندار موقع کو بعض معمولی عذرات سے ٹال دیا ورنہ اسلام کی حقانیت ودلکشی کے اظہار کا ایک بہت ہی اچھا نظارہ دیکھنے میں ملتا۔ البتہ اس کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ دنیائے عیسائیت پر اتمام حجت ہوگئی جو اپنی جگہ بہت بڑا فائدہ ہے۔ پوپ کی ٹال مٹول کا بیان حضور کے اپنے الفاظ میں پیش ہے:

'1924ء میں جب میں یورپ گیا تو روم میں بھی ٹھہرا وہاں میں نے پوپ کو لکھا کہ تم عیسائیت کے پہلوان ہو اور میں اسلام کا پہلوان ہوں۔ مجھے ملاقات کا موقع دو تا کہ بالمشافہ اسلام اور عیسائیت کے متعلق میں بات کر سکوں اس کے جواب میں پوپ کے سیکرٹری کی طرف سے مجھے چٹھی آئی کہ پوپ صاحب کی طبیعت خراب ہے۔ اس لئے وہ مل نہیں سکتے۔ انہی دنوں اٹلی کے ایک اخبار کا ایڈیٹر جو سوشلسٹ تھا مجھے ملنے آیا وہ ایسا اخبار تھا جس کے دن میں بارہ ایڈیشن نکلتے تھے.... اس نے مجھے کہا کہ آپ یہاں پہلی دفعہ آئے ہیں۔ یہ بڑا اچھا موقع ہے آپ پوپ سے ملاقات کی کوشش کریں ہمیں مسلمانوں کے لیڈر کے خیالات سننے کا موقع مل جائے گا۔ اور بالمقابل عیسائیوں کے لیڈر کے خیالات سننے کا بھی موقع مل جائے گا میں نے کہا میں نے تو خود اس سے ملاقات کی کوشش کی تھی مگر اس کے سیکرٹری کی طرف سے جواب آ گیا ہے کہ پوپ صاحب کی طبیعت اچھی نہیں۔ کہنے لگا آپ ایک دفعہ پھر انہیں میری خاطر لکھیں۔ میں نے کہا اس کے معنے تو یہ ہیں کہ تم مجھے بے عزت کروانا چاہتے ہو کیونکہ اس نے ملاقات کا موقع نہیں دینا۔ کہنے لگا ہماری نظروں میں تو اس سے آپ کی عزت بڑھے گی کم نہیں ہوگی.... میں نے اس کے کہنے پر پھر خط لکھ دیا اس کے جواب میں اس کے چیف سیکرٹری کی مجھے چٹھی آئی کہ پوپ کا محل آج کل زیر مرمت ہے اس لئے افسوس ہے کہ وہ ملاقات نہیں کر سکتے۔ دو چار دن کے بعد پھر وہی ایڈیٹر ملنے کے لئے آیا تو اس نے پوچھا کہ کیا پوپ کی طرف سے کوئی جواب آیا ہے میں نے کہا ہاں۔ اس نے یہ جواب دیا ہے تم پڑھ لو اس چٹھی کو پڑھ کر اسے بڑا غصہ آیا اور کہنے لگا کہ اب میں اپنے اخبار میں اسکی خبر لوں گا.... چنانچہ دوسرے دن اخبار چھپا تو اس میں اس نے ایک بڑا مضمون لکھا کہ یہاں آجکل مسلمانوں کا ایک بہت بڑا لیڈر آیا ہوا ہے اس نے پوپ کو خط لکھا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں مجھے ملاقات کا موقعہ دیا جائے تا کہ اسلام اور عیسائیت کے متعلق باہم گفتگو ہو جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ موقعہ بڑا اچھا تھا اور اگر ملاقات ہو جاتی تو پتہ لگ جاتا کہ ہمارے لیڈر اپنے مذہب سے کتنے واقف ہیں۔ اور مسلمانوں کے لیڈر اپنے مذہب سے کتنی واقفیت رکھتے ہیں مگر پوپ کے چیف سیکرٹری نے اس کا یہ جواب دیا کہ پوپ کا محل آجکل زیر مرمت ہے اس لئے وہ ملاقات نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد اس نے طنزاً لکھا کہ ہم یقین کرتے ہیں کہ اب پوپ کا محل قیامت تک زیر مرمت ہی رہے گا'
(خطبہ جمعہ 23اگست 1957ء الفضل 7 ستمبر 1957ء، بحوالہ سوانح فضل عمر جلد 3صفحہ 71-72)

(یاد رہے کہ اس وقت کے پوپ کا نام
"His Eminence Ambrogio Damiano Achille Cardinal Ratti" تھا جو 6 فروری 1922ء میں 64 سال کی عمر میں بشپ آف روم منتخب ہوئے اور 10 فروری 1939ء کو وفات پائی بحوالہ

http://www.catholicsites.org/popes/modern.html

تبلیغ اور اشاعت دین صرف ایک آدمی کا کام تو نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک کو چاہئے کہ کسی نہ کسی رنگ میں اشاعت دین کرتا رہے اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے زمانے میں یہی مقدر ہے کہ اشاعت دین کا کام اب اپنی تکمیل کو پہنچے۔ حضرت مصلح

موعودؓ نے جہاں دن رات ان تھک محنت کر کے اشاعت دین اور دعوت الی اللہ کا کام خطبات، تقاریر کتب تصنیف فرما کر کیا وہاں آپ نے جماعت احمدیہ کے سامنے اس بات کو بھی رکھا کہ جماعت کے لوگ بھی اسی نہج اور انہی طریقوں سے تبلیغ اور اشاعت دین کا کام کریں چنانچہ اس کام کے لئے آپ نے جماعت میں تحریک جدید کی سکیم جاری کی۔ اور اس کے ذریعہ واقفین کی ضرورت کا احساس دلایا جو ہمہ تن بس اسی کام کے لئے وقف ہوں اس سلسلہ میں آپ نے دوسری بات یہ کہی ' کہ آپ کو فوراً جلد سے جلد ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو سلسلہ کے لئے اپنے وطن چھوڑنے کے لئے تیار ہوں اپنی جانوں کو خطرات میں ڈالنے کے لئے تیار ہوں اور بھوکے اور پیاسے رہ کر بغیر تنخواہوں کے اپنے نفس کو تمام تکالیف سے گزارنے پر آمادہ ہوں۔ پس میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جو نوجوان ان کاموں کے لئے تیار ہوں وہ اپنے نام پیش کریں'

(الفضل 18 نومبر 1934ء)

چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اسی وقت بیسیوں نوجوانوں نے اپنے آپ کو سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے حضور پیش کر دیا۔ کئی تو اپنی اعلیٰ ملازمتوں سے استعفیٰ دے کر واقف زندگی ہوئے اور ان سب خطرات کو مول لے کر خدا کے نام کو بلند کرنے کے لیے بغیر تنخواہوں کے پاک و ہند سے باہر کے دور دراز ملکوں میں گئے جس کے پھل خدا تعالیٰ کے فضل سے آج جماعت احمدیہ خود مشاہدہ کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان نوجوانوں کے کاموں اور عزم میں برکت دی اور جماعت احمدیہ آج دنیا کے 200 سے زائد ملکوں میں پھیل چکی ہے الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ اور یہ کام جس کی ابتداء آپ نے فرمائی خدا تعالیٰ کے فضل سے آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا انشاء اللہ العزیز۔ آپ نے اس کام پر جانے والوں اور اشاعت دین کا کام کرنے والوں اور جماعت کے لوگوں کو اس کام کو جاری رکھنے کے لئے اپنی دعاؤں سے بھی نوازا۔ آپ اپنی ایک شعر میں فرماتے ہیں:

تبلیغ دین و نشر و ہدایت کے کام پر
مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

اور اس عزم کے اظہار کے لئے کہ خدا تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق دے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا میں لہرائے اور شیطان کی حکومت مٹ جائے۔ آپ فرماتے ہیں:

شیطان کی حکومت مٹ جائے اس جہاں سے
حاکم تمام دنیا پہ مرا مصطفیٰؐ ہو

خدا تعالیٰ کے فضل سے جب آپ نے واقفین زندگی اور داعین اور مبلغین کرام کو دنیا کے مختلف ممالک میں بھجوایا۔ تو دیکھتے ہی دیکھتے دنیا میں ایک روحانی انقلاب برپا ہونا شروع ہوا۔ پیشگوئی مصلح موعود میں آپ کے بارے میں یہ بھی فرمایا گیا تھا اور آپ کی ایک علامت یہ بھی بیان کی گئی تھی کہ:

'دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی'

چنانچہ جب 10 مارچ 1944ء کو پیشگوئی مصلح موعود کا اعلان کرنے کے لئے لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد ہوا اس موقع پر سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے متعدد مختلف ممالک کے ان مبلغین کو پیش کیا جو حضور کی ہدایت کے مطابق اس وقت تک اکناف عالم میں پیغام حق پہنچانے کا فریضہ سرانجام دے چکے تھے اور انہوں نے اپنے ملک میں جہاں انہوں نے کام کیا تھا اپنے اپنے تاثرات بیان کئے اس موقعہ پر حضرت مولوی ظہور حسین آف بخارا بھی تھے جن کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:

'یہی مولوی ظہور حسین صاحب جنہوں نے ابھی روس کے حالات بیان کئے جب انہوں نے مولوی فاضل پاس کیا تو اس وقت لڑکے ہی تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم روس جاؤ گے۔ انہوں نے کہا میں جانے کو تیار ہوں۔ میں نے کہا جاؤ گے تو پاسپورٹ نہیں ملے گا۔ کہنے لگے بے شک نہ ملے میں بغیر پاسپورٹ کے ہی اس ملک میں تبلیغ کے لئے جاؤں گا۔ آخر وہ گئے اور دو سال جیل میں رہ کر انہوں نے بتا دیا کہ خدا نے کیسے کام کرنے والے مجھے دیئے ہیں۔ خدا نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو کفر کو ایک لحہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہیں میں انہیں پہاڑوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرا دیں۔ میں انہیں جلتے ہوئے تنوروں میں کود جانے کا حکم دوں تو وہ تنوروں میں کود کر دکھا دیں۔ اگر خودکشی حرام نہ ہوتی۔ اگر خودکشی اسلام میں حرام نہ ہوتی۔ تو میں اس وقت تمہیں یہ نمونہ دکھا سکتا تھا کہ جماعت کے سو آدمیوں کو اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہوجانے کا حکم دیتا اور وہ سو آدمی اسی وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر مر جاتے'

(الفضل 18 فروری 1958ء - بحوالہ مولوی ظہور حسین مجاہد اول روس و بخارا صفحہ 122.123)

اس کے علاوہ سیدنا محمود المصلح الموعود نے تبلیغ اسلام و اشاعت اسلام اور دعوت الی اللہ کے لئے 23 اکتوبر 1959ء کو خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں تمام خدام نے کھڑے ہو کر اس بارے میں ایک عہد بھی دہرایا۔ اس عہد کا ایک ایک لفظ اس بات

پر شاہد ہے کہ آپ کے دل کے اندر اشاعت دین وحق کی تڑپ کس قدر تھی اور آپ چاہتے تھے کہ جماعت احمدیہ کا ہر نوجوان ۔ بڑا۔ بوڑھا۔ بچہ اس پر عمل کرے ۔ یہ عہد اپنی ذات میں ایک بلند شان رکھتا ہے اور اسکے الفاظ ایسے ہیں کہ جو دلوں پر اثر کرتے ہیں اسلئے من وعن اس عہد کو یہاں نقل کیا جاتا ہے ۔

23 اکتوبر 1959ء

اشھد ان لاالٰہ الّاالله وحدہ لا شریک لہ و اشھدان محمداعبدہ ورسولہ۔ ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کے لئے اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول ﷺ کے لئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کرکے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے ۔ ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جدو جہد کرتے رہیں گے ۔ اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے ۔ تا کہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے ۔ اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اللّٰھم آمین۔ اللّٰھم آمین۔ اللّٰھم آمین۔

یہ عہد جو آپ لوگوں نے اس وقت کیا ہے متواتر چار صدیوں بلکہ چار ہزار سال تک جماعت کے نوجوانوں سے لیتے چلے جائیں اور جب تمہاری نئی نسل تیار ہو جائے تو پھر اسے کہیں کہ وہ اس عہد کو اپنے سامنے رکھے اور ہمیشہ اسے دُہراتی چلی جائے اور وہ نسل یہ عہد اپنی تیسری نسل کے سپرد کردے ۔ اور اس طرح ہر نسل اپنی اگلی نسل کو تاکید کرتی چلی جائے ۔ اسی طرح بیرونی جماعتوں میں جو جلسے ہوا کریں ان میں بھی مقامی جماعتیں خواہ خدام کی ہوں یا انصار کی یہی عہد دوہرایا کریں ۔ یہاں تک کہ دنیا میں احمدیت کا غلبہ ہو جائے اور اسلام اتنا ترقی کرے کہ دنیا کے چپہ چپہ پر پھیل جائے'

(مشعل راہ جلد اول 807.808)

آیئے ہم سب مل کر عہد کریں کہ ہم بھی اس زمانے میں مسیح موعود کی جماعت کے ادنیٰ سپاہی بن کر اس کام کو کرنے کا عہد کریں ۔ اور اس راہ میں جو رکاوٹیں اور مشکلات آئیں ان کا مردانہ وار مقابلہ کریں کیوں کہ اشاعت دین کا کام اب صرف اور صرف جماعت احمدیہ کا کام ہے اور یہ روحانی ہتھیار صرف اور صرف مسیح موعودؑ کی جماعت کو عطا ہوا ہے اس ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی ایک تقریر سیر روحانی میں جماعت کے جذبہ تبلیغ کو مزید ابھارنے کی طرف توجہ دلائی ۔ آپ نے فرمایا:

' اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو، ہاں تم کو، ہاں تم کو خدا تعالیٰ نے پھر اس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے ۔ اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو ! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو ! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں ۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو ۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں تا کہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادتِ توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے ۔ اسی غرض کے لئے میں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اسی غرض کے لئے میں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں ۔ سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہو جاؤ ۔ محمد رسول اللہ ؐ کا تخت آج مسیحؑ نے چھینا ہوا ہے ۔ تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت محمدؐ رسول اللہ ؐ کو دینا ہے ۔ اور محمدؐ رسول اللہؐ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے ۔ پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے میری آواز نہیں ہے ۔ میں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں ۔ تم میری مانو ۔ خدا تمہارے ساتھ ہو ۔ خدا تمہارے ساتھ ہو ۔ خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ'

(سیر روحانی جلد سوم)

جو کچھ بھی دیکھتے ہو فقط اُس کا نُور ہے
ورنہ جمالِ ذات تو کوسوں ہی دُور ہے
ہے ہر گھڑی کرامت و ہر لحہ معجزہ
یہ میری زندگی ہے کہ حق کا ظہور ہے
(کلامِ محمود)

واقفاتِ نو پروگرام رپورٹ ۔ ویسٹ کوسٹ جلسہ سالانہ 2011

خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال نیشنل وقفِ نو ڈیپارٹمنٹ کی منظوری اور تعاون سے گیارہ سال سے بڑی عمر کی واقفات کیلئے علیحدہ وقفِ نو پروگرام مرتب کیا گیا۔ جس میں نارتھ ویسٹ اور ساؤتھ ویسٹ کی بچیوں نے حصہ لیا۔ پروگرام کی ترتیب و تیاری مبرور جتالہ صاحبہ نے نیشنل وقفِ نو ڈیپارٹمنٹ کی ہدایت پر کروائی۔

پروگرام کا آغاز تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا اور سلمانہ شاہ نے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 287 کی خوش الحانی سے تلاوت کی۔ ترجمہ بے پوائنٹ کی واقفہ ناجیا شاہ نے پیش کیا۔ شمائلہ جلال آف لاس ویگس نے ’’صدقہ ادا کرنے کے مختلف طریق‘‘ پر حدیث پڑھ کر سنائی اور اس بات پہ وضاحت کی کہ صدقہ صرف نقد پیسے دینے کا نام نہیں بلکہ دوسرں کو اچھی بات بتانا بھی صدقہ ہے اور راستے کی صفائی بھی صدقے کے زمرہ میں آتی ہے۔

اس کے بعد مبرور جتالہ صاحبہ نے صدر لجنہ اماء اللہ یُو ایس اے، صالحہ ملک صاحبہ کو پروگرام کی صدارت کی دعوت دیتے ہوئے انہیں وقفِ نو ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے خوش آمدید کہا۔ مابعد نائلہ چوہدری، سعدیہ احمد، پلوشہ نوراور انعم احمد نے نہایت خوش الحانی سے ’کلام محمودؔ‘ سے نظم ؎

ایمان مُجھ کو دے دے عرفان مجھ کو دے دے
قُربان جاؤں تیرے قُرآن مجھ کو دے دے

کورس میں ترنم کے ساتھ پیش کی جو کہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ یو ایس اے اور ناظرین نے بہت پسند کی۔ بعد میں عطیہ خان نے اسکا ترجمہ پیش کیا۔

اس پروگرام کا نمایاں حصہ 16 سے 22 سال کی واقفاتِ نو کا تیار کردہ باہمی گفتگو (Panel Discussion) کا خاص پروگرام تھا۔ اس گفتگو میں واقفات نے خلافت سے وابستگی، اسلامی پردہ کی اہمیت اور فوائد اور اس میں کمی کے نقصانات اور سوشل نیٹ ورک، فیس بک اور ہماری ذمہ داریاں، پر تفصیلی گفتگو کی۔

منال ملک، سُنبل جتالہ، عائشہ احمد اور عنبر خاں نے اپنے ذاتی تجربہ سے مثالیں پیش کیں کہ شروع سے خلیفۂ وقت سے مضبوط تعلق چھوٹی عمر سے پردہ کی عادت نے کسطرح انہیں اعتماد اور وقار دیا ہے۔ فیس بک کے بارہ میں انہوں نے حضور کی ہدایات جو آپ نے ہمبرگ جرمنی کلاس کی بچیوں کو دی تھیں، ویڈیو (YouTube) کے ذریعہ پیش کیں۔

آخر میں صدر صاحبہ نے اپنے اختتامی خطاب میں واقفات کو انکے وقف کی اہمیت بتاتے ہوئے خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطبات میں سے مختلف اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ آپ نے واقفات کے پروگرام کو سراہا اور تمام واقفات کے ساتھ مصافحہ کیا اور انہیں چاکلیٹ، وقفِ نو قلم اور مگ تحفے کے طور پر دیئے۔ اجتماعی دُعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ تقریباً ڈیڑھ سو ناظرین نے اس پروگرام میں شمولیت کی ؎

محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

چھوٹی سی اِک بستی ہے

ربوہ

ارشاد عرشی ملک اسلام آباد

arshimalik50@hotmail.com

دن بھر دین کی خدمت ہے اور رات کو آہیں نالے ہیں — یہ نگری عاشق لوگوں کی یاں طور طریق نرالے ہیں

ہے دل میں جوت محبت کی اور چہرے نور کے ہالے ہیں — چھوٹی سی اک بستی ہے، پر لوگ بڑے دل والے ہیں

حمد و ثناء کے بول رسیلے سب کا دل دُہراتا ہے — سیدھے سُچے لوگ ہیں جن کا اپنے رَبّ سے ناطہ ہے

سجدہ گاہوں کو تر کرنا ان کو کتنا بھاتا ہے — یادِخدا نے ان کے اندر باہر خوب اُجالے ہیں

چھوٹی سی اک بستی ہے، پر لوگ بڑے دل والے ہیں

دُنیا داری کے سب دھندے بھول بُھلا کر آئی ہوں — جب بھی آؤں یوں لگتا ہے لوٹ کے میں گھر آئی ہوں

اس بستی میں جب جب آئی میں چشمِ تر آئی ہوں — اِک اِک کر کے پھوٹ بہے ہیں دل میں جتنے چھالے ہیں

چھوٹی سی اک بستی ہے، پر لوگ بڑے دل والے ہیں

دن جلسوں کے یاد آتے ہیں دل کا درد بڑھاتے ہیں — یونہی پیدل چلتے چلتے آنسو اُمڈے آتے ہیں

ہم یادوں کے چنگل میں یاں آتے ہی پھنس جاتے ہیں — سب گلیاں بازار یہاں کے اپنے دیکھے بھالے ہیں

چھوٹی سی اک بستی ہے، پر لوگ بڑے دل والے ہیں

اک سو سال سے اک دوجے سے اپنی رشتہ داری ہے — دیکھ کے سب کو دل بھر آیا، آج طبیعت بھاری ہے

چھم چھم آنکھیں برسیں گی کچھ بوندا باندی جاری ہے — یادوں کی گھنگھور گھٹا نے دل میں ڈیرے ڈالے ہیں

چھوٹی سی اک بستی ہے، پر لوگ بڑے دل والے ہیں

اس مٹی کی سوندھی خوشبو ، اس پر رشک بہشتوں کو ربوہ والو ! تم خوش قسمت تم پر ناز فرشتوں کو
ہم اُن شہروں کے باسی جو بھول چکے ہیں رشتوں کو ظاہر ہیں چمکیلے جن کے ، لیکن باطن کالے ہیں
چھوٹی سی اک بستی ہے، پرلوگ بڑے دل والے ہیں

ہر چہرے پر خوشیاں رقصاں ہر اک بجھ بجھ جاتا ہے آنے والوں کو موہ لینا ان کو کتنا آتا ہے
مہمانوں کو دیکھ کے سب کا چہرہ کھل کھل جاتا ہے شیوہ ان کا وضع داری ، پر دل کے متوالے ہیں
چھوٹی سی اک بستی ہے، پرلوگ بڑے دل والے ہیں

اس کی چاہ میں اپنا تن من درد کے چابک سہتا ہے اس بستی کا ہر ہر موسم اپنے من میں رہتا ہے
اور بڑھے اس پیڑ کا سایہ ، ہر موئے تن کہتا ہے ہم نے جس کی شاخوں پر بچپن میں جھولے ڈالے ہیں
چھوٹی سی اک بستی ہے، پرلوگ بڑے دل والے ہیں

ہر اک عاشق قُرآں کا ہے مولا کا گرویدہ ہے بھولا بھالا چہرہ بھی یاں گرم و سرد چشیدہ ہے
سیدھے سادھے ہر بندے میں شیر یہاں خوابیدہ ہے دل میں انا الحق کا نعرہ یہ مہدیؑ کے گھر والے ہیں
چھوٹی سی اک بستی ہے، پر لوگ بڑے دل والے ہیں

ابو جانی ! آپ یہاں پر چین سے آ کر سوئے ہیں آپ کی یاد نے من آنگن میں درد کے کانٹے بوئے ہیں
آپ کی قبر پہ جب جب آئے ، ہم تڑپے ہیں روئے ہیں اِک اِک کر کے پھوٹ بہے ہیں دل کے جتنے چھالے ہیں
چھوٹی سی اک بستی ہے، پر لوگ بڑے دل والے ہیں

حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحبؓ کا ایک تاریخ ساز عہد

''اے خُدا! میں تجھ کو حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ تُو نے نازل فرمایا ہے، میں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔''

اگر سارے لوگ بھی آپ کو چھوڑ دیں گے اور میں اکیلا رہ جاؤں گا، تو میں اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا اور کسی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہیں کروں گا۔'' (سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ 178-179)

محمود کا کمالِ سیاست

یہ نظم کلامِ حسن رہتاسی سے لی گئی ہے

کل مجھ سے ایک لیڈرِ احرار نے کہا
آساں نہیں ہے فتح تو دشوار بھی نہیں
پنجاب کے ہیں احمدی چھپن ہزار کل
اور لطف یہ کہ واقفِ پیکار بھی نہیں
سارے جہاں کی قوموں سے ہے ان کی چپقلش
ان منچلوں کا کوئی مددگار بھی نہیں
تیر و تفنگ و توپ سے ٹھانی ہے جنگ کی
اور حال یہ ہے ہاتھ میں تلوار بھی نہیں
ناداں بگاڑ بیٹھے ہیں حکامِ وقت سے
پہچانتے زمانے کی رفتار بھی نہیں
بات اس کی سن کے اس کو کہا میں نے بس خموش
تم کو تو کچھ سلیقہء گفتار بھی نہیں
یہ کیا کہا کہ حامی ہمارا کوئی نہیں
نادان تُو نہیں ہے تو ہشیار بھی نہیں
ناداں ہماری پشت پہ وہ بادشاہ ہے
یہ دنیا جس کے وار کی اک مار بھی نہیں
تیر و تفنگ و توپ سب اس کے غلام ہیں
تلوار کیا ڈراتی ہمیں نار بھی نہیں
محمود کا کمالِ سیاست یہی تو ہے
لڑتا ہے اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

نوٹ: حسن رہتاسی مرحوم جماعت احمدیہ کے ایک مشہور شاعر تھے۔ جو 10 مارچ 1951ء کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ (مرسلہ: عرشی ملک)

اپنی نواسی راضیہ فیضان کی آمین پر

راضیہ نے ختم قرآن کر لیا
برکتوں سے اپنا دامن بھر لیا
برکتیں ہی برکتیں ہیں ہر طرف
دُور گھر سے کیسا پیارا گھر لیا
کیسی خوش قسمت ہے جس نے رب سے
تحفہ سب تحفوں سے ہے بہتر لیا
راضیہ نے عاقبت کے واسطے
کیا حسیں اور قیمتی زیور لیا
رہ کے تھائی لینڈ کی ظلمت میں بھی
نور سے سینہ منور کر لیا
عمر بھر کے واسطے سَر کے لئے
اپنے رب سے تحفۂ چادر لیا
گیارہ سن اپریل گیارہ پیروار
ماشاء اللہ ختم قرآں کر لیا
چھوٹا سا قد اور عمر ساڑھے پانچ سال
معرکہ قدسی عجب سر کر لیا

عبدالکریم قدسی

نظم

مبارک احمد ظفر۔لندن

بھریں گے درد وہ آہ و فغاں میں
جو لرزہ طاری کردے آسماں میں
نہیں اپنا سوا اس کے جہاں میں
وہی لے گا ہمیں اپنی اماں میں
''نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں''

ہمیں طوفانِ غم نے آن گھیرا
کہ ہر سُو بربریت کا ہے ڈیرا
محافظ بن گیا ہے خود لٹیرا
خدایا آسرا ہے ہم کو تیرا

عدو کا ظلم حد سے بڑھ گیا ہے
کہ مُلّاں اب بہت سر چڑھ گیا ہے
بہت گہری پکڑ اب جڑ گیا ہے
مگر ایمان دل میں گڑ گیا ہے

ہمارا تُو فقط تُو ہی خدا ہے
بِنا تیرے نہ کوئی دوسرا ہے
فقط تُو ہی ہمارا آسرا ہے
''ہر اِک جا میں ہماری تُو پناہ ہے''

ترا دروازہ ہم نے کھٹکھٹایا
تری چوکھٹ پہ آکر سر جھکا یا
ہماری زاریاں سُن لے خدایا
''تجھے سب زوروقدرت ہے خدایا''

ستم سہتے صدی ہم نے گزاری
لہو دے کر دِیئے کی لَو اُبھاری
سفر کی گرد اشکوں سے اتاری
ہے کاٹا صبر سے ہر وقت بھاری

رخِ طوفان مولیٰ موڑ دے اب
غرورِ دشمناں کو توڑ دے اب
فلک سے تیر اپنے چھوڑ دے اب
کہ بھانڈا کُفر کا تُو پھوڑ دے اب

تُو ہم پہ فضل لا محدود کردے
عدو کو نیست و نابود کردے
کہ ٹھنڈی آتشِ نمرود کردے
تباہ ہر ایک اب مردود کردے

انا کے سانپ کے سر کو کچل دے
کچل کر پاؤں کے نیچے مسل دے
زہر تریاق میں اس کا بدل دے

خدایا کوئی ایسا وار کردے
ٹھکانے شر کے سب مسمار کردے
نصیبِ دشمناں میں ہار کردے
انہیں رسوا، ذلیل و خوار کردے

کہ اس سے پہلے ان کی اب پکڑ ہو
کہ اس سے پہلے سب زیروزبر ہو
کہ شائد ان کے دل پر کچھ اثر ہو
ہمارے دشمنوں کو یہ خبر ہو

خدا اب جوش میں ہے آنے والا
کہ باطل مات ہے اب کھانے والا
یہ ظالم دور بھی ہے جانے والا
کہ دینِ مصطفیٰؐ ہے چھانے والا

مسیحِ وقت کا اب وقت ہوگا
محمد مصطفیٰؐ کا تخت ہوگا
یہ وقت اب منکروں پر سخت ہوگا
جو ہوگا دیکھنا یک لخت ہوگا
جو نہ سمجھے تو وہ بدبخت ہوگا

حصارِ عافیت اب قادیاں ہے
کہ لوگو اب یہی دارالاماں ہے

حضرت چھوٹی آپا صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا ذکرِ خیر

امتہ المنان قمر

آپ کا نام مریم صدیقہ تھا۔ آپ حضرت اماں جانؓ کے بھائی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ کی صاحبزادی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی زوجہ محترمہ تھیں۔

آپ نے شادی کے بعد ایم۔اے عربی کیا۔ دینی کتب تو آخر تک آپکے زیرِ مطالعہ رہیں۔ آپ کے شب وروز دینی علوم کو پڑھانے میں گزرتے۔ سکول وکالج جانے والی لڑکیاں اپنے اداروں میں جانے سے پہلے علی الصبح آپ سے قرآن کریم پڑھتیں۔ آپ نے ربوہ کے محلّوں میں کئی گھروں میں قرآن کریم پڑھانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ میری بڑی بیٹی ڈاکٹر امتہ الشکور نے بھی آپ سے دس پاروں کا ترجمہ پڑھا تھا۔ آپ کے گھر کا دروازہ ہر ایک کیلئے کھلا رہتا۔ کوئی تو صرف ملاقات کیلئے آتا اور کوئی درخواست دعا کیلئے۔ کوئی صرف اپنا دکھ درد بیان کر کے دل کا بوجھ ہلکا کرتا۔ آپ ہر ایک کی ہمدرد اور رازدار تھیں۔ اور ایک اچھا رازدار کئی دواؤں سے بڑھ کر مفرح قلب ہوتا ہے۔ آپ کا محبت بھرا سلوک بھلایا نہیں جاسکتا۔ ربوہ کے مکینوں کی خوشیاں بھی آپ کے وجود سے وابستہ تھیں۔ آپ ہر ایک کی خوشی میں ضرور شامل ہوتیں۔ اگر ایک دن ایک ہی وقت میں دو شادیاں ہوتیں تو تھوڑا تھوڑا وقت دونوں گھروں میں ضرور جاتیں۔ میری چھوٹی بیٹی ڈاکٹر مہ جبیں کی شادی کے موقعہ پر بھی ایسا ہی ہوا۔ ہمارے گھر پہلے تشریف لائیں اور پھر دوسرے گھر بھی گئیں۔ اسی طرح تعزیت کیلئے بھی دکھی دلوں کو ڈھارس دینے ضرور پہنچ جاتیں۔

آپ غیر معمولی شخصیت کی مالک تھیں۔ گھنٹوں مسلسل کام کرنا آپ کی زندگی کا معمول تھا۔ کام پھر کام آپ کی زندگی کا نصب العین تھا۔ آپ بہت اچھی منتظم اور اعلیٰ پایہ کی مقرر تھیں۔ دلوں کو گرما دینے والے اور جذبوں کو ابھارنے والے فقرات جو آپ سکولوں کے سالانہ فنکشن پر بچیوں سے افتتاحی خطاب میں فرمایا کرتی تھیں۔ اُنکی گونج اب بھی میرے دماغ میں محفوظ ہے۔ بچیوں کو نصیحت کرتیں کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے مذہبی احکام کی پابندی بھی ضرور کرنی ہے۔ دعا دیتے ہوئے فرماتیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اعلیٰ سے اعلیٰ کامیابیاں عطا کرے اور تمہیں اعلیٰ اخلاق اور کردار کا مالک بنائے۔ تمہاری غیر معمولی ذہانت سے ہمارے اداروں کے نام روشن ہوں۔

1958ء سے آپ نے صدر لجنہ مرکزیہ کے طور سے کام شروع کیا۔ اس وقت ساری دنیا کی لجنات مرکز کے تحت ہوا کرتی تھیں۔ بعد میں آپ صرف صدر لجنہ پاکستان رہیں۔ عورتوں کی تعلیم وتربیت کیلئے آپ نے بہت کام کیا۔ بچیوں کی تعلیم کیلئے فضل عمر گرلز ہائی سکول کھولا۔ جامعہ نصرت گرلز کالج کی بھی آپ ڈائریکٹر تھیں۔ ضلع جھنگ میں ربوہ کے کالج نے احمدی بچیوں کی تعلیم کو غیر معمولی ترقی دی اس پسماندہ علاقے میں سائنس کلاسز کے اجراء نے ہماری کئی احمدی بچیوں کو ڈاکٹری کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے قابل بنایا۔

اسی طرح تمام لجنات کی تربیت کیلئے آپ نے ہر گاؤں ہر قصبہ جہاں بھی چند احمدی گھرانے تھے وہاں آپ نے لجنہ قائم کی۔ اُنکی تربیت کیلئے سال میں ایک دفعہ مرکز میں تعلیم القرآن کلاس میں اُنکی شمولیت کا انتظام کیا۔ مرکز سے ٹرینڈ ہو کر ممبرات اپنے اپنے حلقوں میں جا کر دوسری عورتوں کی تربیت کرتیں۔

مجھے بھی ایک لمبا عرصہ مرکزی لجنہ میں آپ کے ساتھ کام کرنے کی توفیق ملی۔ آپ صائب الرائے تھیں مگر ہر کام کیلئے عاملہ سے بھی ضرور مشورہ کرتیں۔ ایک دفعہ آپ نے شعبہ صحتِ جسمانی کو ختم کرنے کا اظہار کیا۔ اس پر میں کھڑی ہوئی اور عرض کیا کہ جیسے ہم روحانی ترقی کیلئے کوشش کرتے ہیں اسی طرح ہمیں جسمانی نشوونما کیلئے بھی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ سُن کر آپ نے مجھے یہ فرمایا کہ اچھا اب تم ہی اس شعبہ کو سنبھالو۔ چنانچہ اس شعبہ میں مجھے دو سال کام کرنے کا موقعہ ملا۔ اسکے بعد سالانہ کھیلوں کی تجویز دی اور آپ کی ذاتی دلچسپی اور کوشش سے اب ہر سال ربوہ میں آل پاکستان اولمپکس ہوتی ہیں۔ جہاں پر تمام کھلاڑی بچیوں کو اپنی خداداد قابلیت کے جوہر دکھانے کا موقعہ ملتا ہے۔

آپکا اپنی مجلس عاملہ سے بہت محبت کا سلوک تھا۔ پیار ومحبت کے سلوک نے کئی نقش میرے دل پر چھوڑے ہیں۔ ابھی عاملہ میں کام کرتے ہوئے مجھے چند سال ہی ہوئے تھے کہ اچانک ہمارے گھر آپ ایک دن تشریف لائیں۔ جبکہ ابھی میرا بڑا بیٹا ڈاکٹر میر شریف احمد چند دنوں کا تھا۔ مبارک دینے اور خوشیوں میں شریک ہونے اتنی معزز اور بڑی ہستی کا یوں اپنے خادموں کے ساتھ گھل مل جانا آپکی شخصیت کا نہ بھولنے والا پہلو ہے۔ آپ کے بھیجے ہوئے سندھ کے لذیذ آموں کا مزہ اب بھی میرے دماغ کو تقویت دیتا ہے۔ آپ کا یہ سلوک ہر ایک کے ساتھ تھا۔ آپ سب بچوں کیلئے ماں تھیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کیلئے بھی اور ہر احمدی کو آپ کی دعاؤں کا فیض پہنچتا تھا۔ آپکی ساری زندگی انسانیت کو سنوارنے میں گزری۔ آپ کے بہت سے کام آپ کیلئے صدقہ جاریہ ہیں۔ ہمارے دلوں سے بھی آپ کیلئے دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ علیّین میں جگہ دے، آمین۔

مکرمہ امتہ العزیز ادریس صاحبہ انتقال کرگئیں

شیخ حامد احمد خالد

نہات افسوس کے ساتھ احباب جماعت، دوستوں اور رشتہ داروں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ محترمہ امتہ العزیز ادریس صاحبہ مورخہ 25 اکتوبر 2011ء کو 83 سال کی عمر میں صبح 5 بجے وفات پاگئیں، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

آپ نے حضرت چھوٹی آپا صاحبہ کے ساتھ 23 سال تک بطور آفس سیکریٹری کام کیا۔ آپ بے حد مہمان نواز، صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرتی تھیں۔ تربیت اولاد پر اور خلافت سے محبت کا ہمیشہ درس دیتی تھیں۔ آپ کے والد محترم ڈاکٹر بدرالدین صاحب اور خان صاحب مولوی فرزند علی خانصاحب آپ اِن کے دادا تھے جو قادیان میں ناظر بیت المال۔ ناظر امور عامہ وخارجہ امام مسجد لنڈن رہے ان کو ربوہ میں ناظر بیت المال کے طور پر کام کرنے کی توفیق ملی۔ اِن کے چچا شیخ محبوب عالم صاحب خالدؔ جن کو اللہ تعالیٰ ناظر بیت المال، پرائیویٹ سیکرٹری خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور بعد میں صدر انجمن کے طور پر کام کرنے کی توفیق ملی۔

آپ کی نماز جنازہ مورخہ 27 اکتوبر 2011ء کو بعد نماز عشاء سینٹرل نیو جرسی کی مسجد میں مکرم داؤد حنیف صاحب نے پڑھائی۔ اور تدفین وِلنگ برو کے قبرستان میں ہوئی جہاں ان کے بھائی مکرم مولانا نصیرالدین صاحب مبلغ افریقہ بھی مدفون ہیں۔ محترمہ مرحومہ کی شادی مکرم مرزا محمد ادریس صاحب مبلغ انڈونیشیا کے ساتھ ہوئی۔ آپ 1928ء میں پیدا ہوئیں۔ 24 اکتوبر کی رات کو بیٹی کے ساتھ 12 بجے تک باتیں کرتی رہیں۔ پھر سلسلہ کی کسی کتاب کا مطالعہ کرتی رہیں۔ رات زیادہ ہوگئی تو بیٹی نے کہا کہ رات کے 2 بجے ہیں اب آپ سو جائیں تو پھر سوگئیں۔ صبح حسبِ عادت نماز کے لئے اُٹھیں اور بعد میں اللہ کے حضور حاضر ہوگئیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

آپ کی اولاد میں 2 بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں جو کہ لنڈن، کینیڈا اور امریکہ میں مقیم ہیں۔ وفات کے وقت اپنے چھوٹے بیٹے مکرم ڈاکٹر مرزا انس احمد صاحب کے ہاں مقیم تھیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور شفقت کا سلوک کرتے ہوئے مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ ثم آمین۔ ☆......☆......☆

امتہ العزیز ادریس صاحبہ

امتہ الشکور

آج صبح سے ہمارے حلقہ کی لجنہ میٹنگ کی تیاری ہے تو رہ رہ کر آنٹی امتہ العزیز ادریس، جنہیں ہم ربوہ سے تو بس مسز ادریس کے نام سے ہی جانتے ہیں، کا خیال آرہا ہے۔ وہ چند دن پہلے ہم سے جُدا ہوگئیں۔ دل ابھی بھی مانتا ہی نہیں مگر اسے بار بار سمجھانا پڑتا ہے اور اس حقیقت کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ ابھی پچھلے ماہ ہمارے گھر لجنہ کی میٹنگ تھی، وہ تشریف لائیں۔ وہی اپنا مدھم سا انداز۔ انتہائی پُر شفقت مسکراتا ہوا چہرہ، ہر ایک کو سلام میں پہل کرنا۔ گو کہ ہماری پوری کوشش ہوتی تھی پہلے خود سلام کرلیں۔ مگر بعض دفعہ کوتاہی ہوجاتی تو خود نام پُکار کر سلام کرلیتیں۔

مرحومہ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ اس وقت میں اسکی تفصیل میں تو جانا نہیں چاہتی مجھے یقین ہے کہ اُنکی اولاد میں سے اور بہت سے اور جاننے والے اُن پر بہت اچھے مضامین لکھیں گے۔ میرا مقصد تو چند یادوں کو سمیٹنا ہے۔ مختصراً واقف زندگی کی بیوی، خود واقفہ، لجنہ کی بہت ہی فعال رُکن۔ قرآن شریف سے عشق رکھنے والی۔ اردو، انگلش اور بہت سی دوسری زبانوں پر عبور رکھنے والی خاتون تھیں۔ قرآن شریف ترجمے کے ساتھ پڑھانے کا کام تو وفات سے ایک رات پہلے تک بھی کیا۔ بہت نفاست سے تیار ہوکر رہتی تھیں کہ ہمیں دیکھ کر حوصلہ ہوتا تھا۔ اندر سے تو نہ جانے کیا کیا تکالیف ہونگی مگر ہم سب سے کبھی بھی کوئی اظہار نہ کیا تھا۔

پڑھائی کا کام ہوتو عالمانہ مشورہ دیتیں۔ ہنسی مذاق کرو تو برابر کا ساتھ دیتیں۔ غرضیکہ کیا کیا خوبیاں گنوں جس دن وفات ہوئی ایک لجنہ ممبر جو 9 ماہ پہلے نیو یارک سے یہاں نیو جرسی Move ہوئی تھیں۔ فون کرکے مجھے کہنے لگیں کہ مجھے اس تھوڑے سے عرصہ میں سب سے زیادہ اُن سے پیار ہوگیا تھا۔ میں نے کہا وہ واقعی ہی ایسی ہی ہستی تھیں کہ ہر ایک کو یہی لگتا تھا کہ گویا اُسی سے سب سے زیادہ تعلق ہے۔ کوئی چھوٹا سا بھی کام کردو تو اتنی زیادہ تعریف اور حوصلہ افزائی کرتیں کہ شرمندگی ہوتی۔ مثلاً ایک بار میں نے آلو کی بھجیا بنائی تو بہت ہی تعریف کی کہ تم نے اتنی اچھی آلو کی بھجیا کیسے بنائی ہے؟

دو ماہ پہلے لجنہ کی میٹنگ میں بعض لجنات سے اس بات کا اظہار کیا کہ بس اب تو میری یہی دعا ہے کہ میرا انجام بہت آسان اور بخیر ہو۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا بغیر کسی کو تنگ کیے چپ چاپ اپنے مولا کے حضور حاضر ہوگئیں۔ اللہ انکے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور انکی اولاد کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔

اُنکی اولاد نے بھی خدمت کا حق ادا کردیا۔ شازی اور زیبی (مرزا انیس اور زیبا) نے بھی بہت خدمت کی۔ اور اب ہماری آنکھوں کے سامنے عرصہ چار پانچ سال سے انجھی، عصمت اور وِکی (ڈاکٹر انس مرزا، عصمت، حمیدہ) نے بھی بہت خدمت کی۔ اللہ ہر ایک کو اجر دے۔

آخر میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ لکھتی ہوں کہ آج مجھے کوئی یہ کہنے والا نہیں کہ ہائے شکری زردہ کتنا اچھا پکایا ہے یا یہ مضمون ہی کتنا اچھا لکھا ہے۔ ☆......☆......☆

تقریب شادی

مکرم عبدالباری چوہدری آف کیلگری بغرض دعا تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے عزیزہ ڈاکٹر نائمہ ملک بنت ڈاکٹر ملک مجیب الرحمٰن صاحب اور نائلہ ملک صاحبہ مرحومہ آف ورجینیا، یو۔ایس۔اے کی تقریب شادی مکرم ہمایوں شاہنواز ابن مکرم منیر شاہنواز صاحب و مکرمہ عابدہ شاہنواز صاحبہ آف لاہور پاکستان، کے ہمراہ واشنگٹن ڈی۔سی، میں عمل میں آئی۔ 24 نومبر 2011 کو ڈیڑھ بجے دوپہر بارات ویسٹ فیلڈ میریاٹ ہوٹل میں پہنچی جہاں دلہن کے اعزہ و اقارب نے بارات کو خوش آمدید کہا۔ مکرم ملک مجیب الرحمٰن صاحب نے دولہا کو پھولوں کا ہار پہنایا۔ اس موقعہ پر چار سو مہمانوں کو مدعو کیا گیا تھا۔

تقریب رخصتانہ مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب امیر جماعت احمدیہ یو۔ایس۔اے کی صدارت میں شروع ہوئی۔ تقریب کے آغاز کے لئے ہشام قمر ملک آف ایڈمنٹن، کینیڈا کو تلاوت قرآن مجید کے لئے بلایا گیا۔ تلاوت کے بعد اطہر ملک آف ورجینیا نے درثمین سے دعائیہ اشعار خوش الحانی سے سنائے۔ تلاوت اور نظم پڑھنے والے دونوں دولہن کے چچا ہیں۔ اس کے بعد مکرم ظہیر احمد باجوہ صاحب نائب امیر یو۔ایس۔اے نے دونوں خاندانوں کا حاضرین کو تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ دولہن حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب مرحوم مفتی سلسلہ و پرنسپل جامعہ احمدیہ کی پوتی ہے جس نے 23 سال کی عمر میں میڈیکل ڈگری حاصل کی ہے۔ دولہن محترم کموڈر سیّد ناصر احمد شاہ مرحوم و محترمہ طاہرہ شاہ صاحبہ مرحومہ کی نواسی ہے اور اس توسط سے دولہن نواب محمد سعید صاحب ابن حضرت نواب محمد دین صاحب باجوہ (جنہوں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر ربوہ کے قیام کے سلسلہ میں اہم خدمات سرانجام دیں تھیں) کی پڑنواسی ہے۔ اور دولہا محترم چوہدری محمد شاہنواز صاحب مرحوم اور محترمہ مجیدہ شاہنواز صاحبہ مرحومہ کے پوتے ہیں اور اسی توسط سے دولہا حضرت نواب محمد دین صاحب باجوہ مرحوم کے پڑنواسے ہیں۔ اس تعارف کے بعد انہوں نے محترم امیر صاحب یو۔ایس۔اے کو نکاح پڑھنے کی درخواست کی۔ محترم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب امیر یو۔ایس۔اے نے مسنونہ آیات پڑھنے کے بعد فریقین سے 56000 ڈالرز حق مہر پر ایجاب و قبول کرایا اور اس کے بعد پرسوز دعا کرائی اور پھر مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

کھانے کے بعد رخصتی کے موقع پر مکرم ڈاکٹر کریم اللہ زیروی صاحب نے دعا کروائی اور تمام رشتہ داروں نے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعاؤں سے بچی کو رخصت کیا۔ اس تقریب میں محترم مولانا نسیم مہدی صاحب، چوہدری ہادی علی صاحب اور دیگر بہت سے عزیزوں اور قریبی دوستوں نے شرکت کی۔ رخصتانہ کی تقریب کے لئے تمام انتظامات ہوٹل، شادی کی تیاری اور مہمانوں کی دیکھ بھال وغیرہ کا سہرا ثمینہ مجیب اہلیہ ملک مجیب الرحمٰن کو جاتا ہے جنہوں نے دن رات ایک کرکے اس کام کو بہ احسن اختتام پذیر کیا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

اگلے روز مورخہ 25 نومبر کو محترم منیر شاہنواز صاحب نے اپنے صاحبزادے ہمایوں شاہنواز کے ولیمہ کا نہایت پرتکلف اہتمام جارج ٹاؤن کے ہوٹل فورسیزن میں کیا جس میں 200 احباب نے شرکت کی۔ اس موقع پر دونوں خاندانوں کے اعزہ و اقربا کو بھی ایک لمبے عرصے کے بعد اکٹھے ہونے کا موقع ملا۔ اس تقریب کے آخر پر محترم ڈاکٹر کریم اللہ زیروی صاحب نے دعا کروائی اور تقریب اختتام کو پہنچی۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے اس رشتہ کو ہر لحاظ سے کامیاب و کامران فرمائے اور انہیں اپنے آباؤاجداد کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین ثم آمین۔